بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 32

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

12 صفر 1447 ہجری قمری ❁ 07 ظہور 1404 ہجری شمسی ❁ 07 اگست 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا وَمَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ خَلَاقٍ○

(سورۃ البقرۃ:201)

ترجمہ: پس لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو کہتا ہے اے ہمارے ربّ! ہمیں (جو دینا ہے) دنیا ہی میں دے دے۔ اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم اگست 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جو انسان نافع اور اس کے دین کا خادم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خود بخود اس کی عمر اور صحت میں برکت ڈال دیتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

زندگانی کی خواہش گناہ کی جڑ ہے

زندگانی کی زیادہ خواہش اکثر گناہوں کی اور کمزوریوں کی جڑھ ہے۔ ہمارے دوستوں کو لازم ہے کہ مالک حقیقی کی رضا میں اوقات عزیز بسر کرنے کی ہر وقت کوشش رکھیں۔ حاصل یہی ہے، ورنہ آج چل دینے والا مثلاً اور پچاس سال بعد کوچ کرنے میں کیا فرق ہے۔ جو آج چاند و سورج ہے وہی اس دن ہو گا۔ جو انسان نافع اور اس کے دین کا خادم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ خود بخود اس کی عمر اور صحت میں برکت ڈال دیتا ہے۔ اور شرّ النّاس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ سو آپ سب کام ہر حال خدا میں ہو کر کریں خود اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے گا۔

تیس سال سے زیادہ عرصہ گزرتا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ تیری عمر اَسّی برس یا دو چار اوپر یا نیچے ہوگی۔ اس میں بھی بھید ہے کہ جو کام مجھے سپرد کیا ہے، اس قدر مدت میں تمام کرنا منظور ہوگا لہٰذا مجھے اپنی بیماری میں کبھی موت کا غم نہیں ہوا۔

مجھے خوب یاد ہے کہ جن درختوں کے نیچے میں چھ سات سالہ عمر میں کھیلا کرتا تھا آج بعینہٖ بعض درخت اسی طرح ہرے بھرے سر سبز کھڑے ہیں، لیکن میں اپنے حال کو کچھ اَور کا اَور ہی دیکھتا ہوں۔ تم بھی اس کو تصور کر سکتے ہو۔

یہ طعن تشنیع ہمعصروں کی غنیمت سمجھیں۔ اسی میں اصلاح نفس متصور ہے۔ جب یہ نہ ہوں گے تو پھر خدمت مولیٰ کریم اور ہدیہ قابل حضرت عزت کیا ہو گا؟ آپ بیماری کا فکر کرتے ہیں۔ تمہارے پہلے بھائی یعنی صحابہ تو بیعت ہی جان قربان کرنے کی کرتے تھے اور ہر حال منتظر رہتے تھے کہ کب وہ وقت آتا ہے کہ اپنے مالک حقیقی کے راستہ میں فدا ہوں۔ غرض ہر حال کیا صحت اور کیا بیماری آپ مولیٰ کریم سے معاملہ ٹھیک رکھیں۔ سب کام اچھے ہو جاویں گے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 82، ایڈیشن 2018، قادیان)

ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ نماز کا پابند ہو، ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ نمازوں کو وقت پر ادا کیا کرے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ نماز باجماعت ادا کیا کرے

ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ نماز کے اندر محویّت پیدا کرے اور اتنی محویت پیدا کرے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول کے مطابق یا تو وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہو، یا وہ اپنے دل میں یہ یقین رکھتا ہو کہ خدا تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ المومنون آیت 10 وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

چھٹا درجہ ایمان کا یہ ہے کہ نوافل پڑھے جائیں۔ یہ نوافل پڑھنے والا گویا خدا تعالیٰ کے حضور یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں نے فرائض کو تو ادا کر دیا ہے مگر ان فرائض سے میری تسلی نہیں ہوئی اور وہ کہتا ہے اے خدا میں یہ چاہتا ہوں کہ میں ان فرائض کے اوقات کے علاوہ بھی تیرے دربار میں حاضر ہوا کروں جیسے کئی لوگ جب کسی بزرگ کی ملاقات کیلئے جاتے ہیں تو وہ مقررہ وقت گذر جانے پر کہتے ہیں کہ دو منٹ اور دیجئے۔ اور وہ ان مزید دو منٹوں میں لذّت محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک مومن جب فرائض کی ادائیگی کے بعد نوافل پڑھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ سے کہتا ہے کہ اب میں اپنی طرف سے کچھ مزید وقت حاضر ہونا چاہتا ہوں۔

ساتواں درجہ ایمان کا یہ ہے کہ انسان نہ صرف پانچوں نمازیں اور نوافل ادا کرے بلکہ رات کو بھی تہجد کی نماز پڑھے۔ یہ وہ سات درجات ہیں جن سے نماز مکمل ہوتی ہے۔ اور ان درجات کو حاصل کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ رات کے وقت عرش سے اترتا ہے اور اُس کے فرشتے پکارتے ہیں کہ اے میرے بندو خدا تعالیٰ تمہیں ملنے کیلئے آیا ہے۔ اُٹھو اور اس سے مل لو۔

پس ان سات درجوں کو پورا کرنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ نماز کا پابند ہو۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ نمازوں کو وقت پر ادا کیا کرے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ نماز باجماعت ادا کیا کرے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ نماز کو سوچ سمجھ کر اور ترجمہ سیکھ کر ادا کرے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ علاوہ فرضی نمازوں کے رات اور دن کے اوقات میں نوافل بھی پڑھا کرے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ نماز کے اندر محویّت پیدا کرے اور اتنی محویت پیدا کرے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول کے مطابق یا تو وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہو، یا وہ اپنے دل میں یہ یقین رکھتا

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کی موجودگی میں اس کی تعریف ناپسند فرمائی ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کسی شخص نے ایک شخص کی تعریف کی، تو آپؐ نے فرمایا: وائے تجھ پر، تُو نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی۔ تُو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی۔ آپؐ نے کئی بار یہ فرمایا۔ پھر فرمایا: تم میں سے جس نے اپنے بھائی کی ضرور تعریف ہی کرنی ہو تو چاہئے کہ وہ یوں کہے کہ میں فلاں کو یوں سمجھتا ہوں اور اللہ ہی اس سے خوب واقف ہے۔ میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا ایسا ہے۔ وہ بیان کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اسے ویسا ہی جانتا ہو۔

تشریح: حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کی موجودگی میں اس کی تعریف ناپسند فرمائی ہے۔ نہ صرف یہ کہ ایسی تعریف بے محل ہے بلکہ ممدوح کو خود پسندی میں مبتلا کرنے کا باعث ہوسکتی ہے۔ علاوہ ازیں عندالضرورت تعریفی الفاظ میں احتیاط ہونی چاہئے۔ ارشاد فَلۡیَقُلۡ اَحۡسِبُ فُلَانًا وَاللّٰہُ حَسِیۡبُہٗ ...... سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہی سبق دیا ہے۔

❁❁❁

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 11/جولائی 2025 (مکمل متن)
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 18/جولائی 2025 (مکمل متن)
59 ویں جلسہ سالانہ یو.کے 2025ء کی مختصر رپورٹ
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
تذکارِ مہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
پیغام حضور انور بر موقعہ جلسہ سالانہ لتھوانیا 2024ء
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
نماز جنازہ حاضر و غائب
وصایا
نکاح و اعلانات
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

حدیقۃ المہدی میں 59 ویں جلسہ سالانہ یُو۔کے کا، کامیاب و بابرکت انعقاد، دُنیا بھر سے تقریباً پچاس ہزار عشاق احمدیت کی شمولیت

جو کامیابیاں آپ کو ملیں اس کو اپنی کسی مہارت پہ محمول نہ کریں، یہ نہ سمجھیں کہ آپ کی ذات سے، آپ کے کمال کی وجہ سے
آپ کے علم کی وجہ سے، آپ کی محنت کی وجہ سے وہ کام ہوا ہے، ہمارے کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتے ہیں

کارکنان جلسہ کو حضور انور کی نصیحت مورخہ 24 جولائی 2025 بروز جمعرات بمقام جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی

ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کو سمجھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں، آپؑ کو ماناہے تو آپؑ کی باتیں سنیں اُن پر غور کریں اور ان پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنواریں، اپنی اولادوں کی بھی حفاظت کریں اور دنیا کو بھی صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے خود کوشش کریں
اگر ہم نے اس طرف توجہ نہ کی تو ہم بھی نام نہاد مسلمانوں کی طرح ہو جائیں گے

افتتاحی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 25 جولائی 2025 بروز جمعہ

آپ اپنی علمی، روحانی اور عملی ترقی میں اپنا کردار بڑھانے والی بنیں

اللہ تعالیٰ نے عورت کو اسلام کی تعلیم کے ذریعے جو مقام دیا ہے، اگر ہر عورت اُسے یاد رکھے اور اپنی ذمہ داریاں نبھانے والی ہو تو وہ نہ صرف اپنی زندگی میں انقلاب لانیوالی ہوگی بلکہ اپنی اولاد کی زندگیوں میں بھی انقلاب لانے والی ہوگی اور جماعت کے لیے ایک ایسا وجود بن جائے گی جس کا جماعت کی ترقی میں ایک اہم کردار ہوگا

اسلام کے خلاف آجکل اس بات کو بہت اُچھالا جاتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق نہیں، یہ دجّالی چالیں ہیں، ان سے بچ کر رہنا چاہئے
بعض عورتیں دنیاداروں کی باتیں سن کر متاثر ہو جاتی ہیں، تو اس چیز سے ہر لڑکی کو، ہر عورت کو بچنا چاہئے کیونکہ یہ دجّالی اور شیطانی چالیں ہیں، جو ہمیں دین سے دُور لے جانے کے لیے ہیں، جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کے لیے ہیں اور گھروں میں فتنہ پیدا کرنے کے لیے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب مورخہ 26 جولائی 2025 بروز ہفتہ

اس سال دنیا بھر میں 356 نئی جماعتوں کا قیام، 1569 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ، 134 مساجد، 86 مشن ہاؤسز کا اضافہ، 78 زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، 85 ہزار 489 واقفین و واقفات نَو، mta کے ذریعے 8 چینلز پر 24 گھنٹے کی نشریات، افریقہ کے 13 ممالک میں 40 ہسپتال اور کلینک، 13 ممالک میں 620 پرائمری سکول اور 9 ممالک میں 80 مڈل اسکول، 66 ممالک میں ہیومنٹی فرسٹ رجسٹرڈ، 111 ممالک سے 500 سے زائد اقوام سے 2 لاکھ 49 ہزار 408 افراد کی جماعت میں شمولیت ☆

اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور اُن کی جان توڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ تباہ ہو جاتا، کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اس قدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں اور پھر وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا......وہ تخم بڑھا اور پھُولا اور ایک درخت بنا اور اسکی شاخیں دُور دُور چلی گئیں اور اب ہزار ہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں

26 جولائی بروز ہفتہ حضور انور کا مردانہ جلسہ گاہ سے بعد دوپہر کا خطاب اور دوران سال جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے افضال الٰہیہ کا ایمان افروز تذکرہ

عمومی طور پر دنیا خدا سے دُور ہوتی جارہی ہے، کیا اب بھی کسی مصلح کی ضرورت نہیں
جو خدا کی طرف سے ہدایت پا کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلائے؟ اگر اب بھی اُس مصلح نے نہیں آنا تو بھلا سوچو تو سہی کہ وہ کب آئے گا
اب مخالفین جتنی مرضی کوششیں کرلیں یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے پھیلتا ہی چلا جائے گا اور چلا جارہا ہے
لیکن ساتھ ہی ہمیں بھی اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے

اختتامی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 27 جولائی 2025 بروز اتوار

اس سال جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا دو لاکھ اُنچاس ہزار چار سو آٹھ افراد کو جماعت احمدیہ میں شمولیت کی توفیق ملی، مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق ملی آنحضرت ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کی توفیق ملی، ایک سو گیارہ ممالک سے تقریباً پانچ سو سے زائد قوموں کے لوگ احمدیت میں داخل ہوئے

عالمی بیعت کی تقریب سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے بابرکت اعلان

معائنہ انتظامات جلسہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 24 جولائی یوکے کے وقت کے مطابق تقریباً شام 7 بجے جلسہ گاہ تشریف لائے۔ تلاوت و نظم کے بعد حضور انور نے کارکنان سے خطاب فرمایا۔ فرمایا: اصل چیز یہ ہے کہ کام جب آپ کر رہے ہوں اور جو کامیابیاں آپ کو ملیں اس کو اپنی کسی مہارت پہ محمول نہ کریں۔ یہ نہ سمجھیں کہ آپ کی ذات سے، آپ کے کمال کی وجہ سے، آپ کے علم کی وجہ سے، آپ کی محنت کی وجہ سے وہ کام ہوا ہے۔ ہمارے کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتے ہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں اور جب یہ کریں گے آپ تو آپ کے کاموں میں انشاءاللہ تعالیٰ برکت پڑتی چلی جائے گی۔ آنحضرت ﷺ کی یہ ہدایت یاد رکھیں کہ مہمان کی تم عزت کرو، اس کا احترام کرو اور سلام کو رواج دو۔ کیونکہ سلام کے رواج سے محبت اور پیار کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ آپس میں بھی محبت اور پیار کی فضا پیدا کریں اور مہمانوں کے ساتھ بھی۔ بعض دفعہ آپس میں بھی رنجشیں پیدا ہوتی ہیں کارکنوں کی یا افسروں کے ساتھ۔ کسی قسم کی رنجش نہیں ہونی چاہئے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ آپ لوگ خوش مزاجی سے خوش اخلاقی سے اپنے کام کریں اور اپنی ہر کامیابی کو اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ بعدہٗ حضور انور نے حدیقۃ المہدی میں قائم mta انٹرنیشنل کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ فرمایا۔ خطاب سے قبل حضور انور نے مردانہ و زنانہ جلسہ گاہ میں مختلف شعبہ جات کا معائنہ فرمایا اور شعبہ نمائش میں بھی تشریف لے گئے اور مختلف نمائشوں ہیومنٹی فرسٹ، ریویو آف ریلیجنز، IAAAE، ہیومن رائٹس ڈیسک، شعبہ تاریخ، جامعہ احمدیہ یوکے، وقف نو، الفضل انٹرنیشنل اور مخزن تصاویر کا معائنہ فرمایا۔

معائنہ جلسہ گاہ مستورات و کارکنات سے خطاب

نمائشوں وغیرہ کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مستورات کے جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے اور کارکنات کو ہدایات سے نوازا۔ فرمایا: کھانا کھلانے والیاں اور سیکورٹی والیاں خوش دلی سے مہمانوں کی خدمت کریں مگر ساتھ ساتھ بہت زیادہ چوکس رہنے کی بھی ضرورت ہے۔ سیکورٹی والیوں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ فرمایا: لوگ ہمیشہ لجنہ کی خدمات کی تعریف کرتے ہیں، لجنہ کو بھی چاہئے کہ اس تعریف کو اللہ کا فضل سمجھیں، پر سکون رہیں اور دعاؤں کے ساتھ کام کریں۔

پہلا دن 25 جولائی 2025 بروز جمعہ

ہندوستانی وقت کے مطابق رات 9 بجے کے قریب حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے برطانیہ کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کے لیے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ تلاوت قرآن کریم سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ مکرم راشد خطاب صاحب نے سورہ آل عمران کی آیات 103 تا 108 کی تلاوت کی اور مکرم نصیر قمر صاحب نے ترجمہ پیش کیا۔ نظم مکرم محمد عصمت اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ جلسہ گاہ کے اردگرد کا ماحول چمچماتی دھوپ کی وجہ سے بہت ہی نکھرا نکھرا اور خوشنما نظر آرہا تھا۔ مختلف ممالک میں ایک جگہ جمع ہو کر

جلسہ سننے والے احمدیوں کو بھی Live دکھایا جارہا تھا، یہ نظارہ بہت ہی ایمان افروز تھا۔اس کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی منظوم کلام مکرم عمر شریف صاحب نے پڑھااور ترجمہ مکرم جواد قمر صاحب نے پیش کیا۔

خلاصہ خطاب حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ

آج کل دنیا کے جو حالات ہیں اس نے ہر ایک کو فکر میں ڈالا ہوا ہے۔فکر کا اظہار تو سب کرتے ہیں مگر اس کے حل کی طرف کسی کی بھی توجہ نہیں۔ دنیا کی اکثریت بھول گئی ہے کہ دنیا کا ایک مالک ہے جو ربّ العالمین ہے۔وہ خدا ہے جس نے انسان کو تمام اچھی صفات کے ساتھ پیدا کیا ہے مگر انسان ان صفات سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا،نیکی کی بجائے برائی کی طرف زیادہ رجحان ہے۔اپنے پیدا کرنے والے خدا کی بجائے شیطان کے حربوں کی طرف زیادہ جھکاؤ ہے۔اس میں مذہب کو ماننے والے اور خدا کے منکر سب شامل ہیں۔افسوس اس بات کا ہے کہ خدا کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے بھی دنیا کے دھندوں، ذاتی خواہشات اور اناؤں میں ڈوب کر خدا کا اپنے عمل سے انکار کر رہے ہیں۔گو منہ سے تو یہی کہتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں مگر ان کے عمل کچھ اور ہی ظاہر کرتے ہیں۔مسلمانوں کی اکثریت بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بھلا بیٹھی ہے۔سربراہانِ مملکت بھی خدا کو فراموش کر بیٹھے ہیں،اسی لیے انہیں اپنی حکومتیں قائم رکھنے کے لیے خدا کی بجائے غیروں کی طاقت کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔خدا کو بھول کر اپنی عزت اور وقار اور طاقت سب گنوا بیٹھے ہیں۔ یہ بھول گئے ہیں کہ خدا نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اُن کی اصلاح کے لیے اپنے خاص تائید یافتہ اور علم سے پُر بندے بھیجتا رہے گا،وہ اگر اُن کی پیروی کریں گے تو ان کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گے۔اللہ تعالیٰ نے آخری زمانے میں تو ایک خاص فرستادے کو بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا جو مسیح و مہدی کے نام سے آئے گا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت اس کے بالکل الٹ کر رہی ہے۔ان حالات میں ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کو سمجھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں،آپؑ کو مانا ہے تو آپؑ کی باتیں سنیں،اُن پر غور کریں اور ان پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنواریں،اپنی اولادوں کی بھی حفاظت کریں اور دنیا کو بھی صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے خود کوشش کریں۔اگر ہم نے اس طرف توجہ نہ کی تو ہم بھی نام نہاد مسلمانوں کی طرح ہو جائیں گے۔آپؑ ہمیں تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا بنانا چاہتے ہیں۔

فرمایا: حقیقی احمدی بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم تقویٰ پر چلنے اور خدا تعالیٰ کے حقیقی عبد بننے کی کوشش کریں۔اسی مقصد کے حصول کے لیے آپ سب جلسے پر آئے ہیں۔ پس اس کے لیے اپنے اندر عاجزی پیدا کرنے، ہر قسم کے تکبر سے بچنے، ریاء سے پرہیز کرنے، سچائی پر قائم رہنے،صبر اور استقامت پر مضبوطی سے قائم ہونے کی ضرورت ہے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ اسلام کو ختم کرنے کے لیے مختلف طریقے اپنائے جارہے ہیں۔یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم جغرافیائی جنگیں لڑ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے سیاسی اور جغرافیائی جنگیں لڑی جارہی ہیں،مگر آج بھی بہت سے لوگوں کے دلوں میں اندر ہی اندر اسلام کے خلاف کینہ اور بغض ہے۔اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آج تو فلسطین پر حملہ ہے مگر مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ باقی مسلمان ملک بھی متاثر ہوں گے۔پس اب بھی وقت ہے کہ مسلمان عقل سے کام لیں اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جو فرستادہ بھیجا ہے اس کو ماننے والے بنیں اور ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے احکامات پر چلتے ہوئے گڑگڑائیں اور روئیں اور اُس کی مدد مانگیں اور عملی طور پر بھی جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں ان پر عمل کر کے اپنی ساخت کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں تو پھر دیکھیں کہ کیا انقلاب پیدا ہوتا ہے۔اگر یہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔فرمایا: ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم نے خدائے واحد کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔اس کے لیے ہم نے بھرپور کوشش کرنی ہے اور دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے۔اگر یہ ہم کریں گے تو یہی ہماری کامیابی اور ہمارا مقصد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ تو کہہ جاتے ہیں کہ دین کو دنیا پر ترجیح دوں گا لیکن یہاں سے جا کر بھول جاتے ہیں کہ وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اصل بات یہی ہے کہ صرف عہد کافی نہیں...... بلکہ اس کے لیے عمل ضروری ہے۔تقویٰ ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ سے تعلق ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔حقوق العباد کے متعلق آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی،آپس میں محبت اور اخوت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دُور کر کے کہیں سے کہیں پہنچا دیتا ہے۔آپؑ نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی پیدا کرلو کہ معلوم ہو کہ گویا نئی زندگی ہے۔استغفار کی کثرت کرو،جن لوگوں کو بوجہ کثرتِ اشغال دنیا کم فرصتی ہے انہیں سب سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔

حضورؑ نے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں اور اُن پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جائے تو کتنی بازپرس ہوتی ہے کیونکہ انسان کی زندگی کی قیمت ہے۔فرمایا تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تاکہ کسی وبا یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔لوگ تمہاری مخالفت کریں گے مگر تم انہیں نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔یہ میری وصیت ہے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ پس یہ باتیں ہیں اگر ہم انہیں یاد رکھیں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔خدا تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح پر عمل کرتے ہوئے ان باتوں کو اختیار کرنے والے ہوں اور جلد ہم وہ نظارہ دیکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو تمام دنیا کے کونوں میں گاڑنے والی ہو، پہنچانے والی ہو اور خدائے واحد کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔خطاب کے ختم ہونے پر حضور انور نے دعا کرائی۔ خطاب کے اختتام پر اسٹیج سے پُرجوش نعرے لگائے گئے۔ بعدۂ حضور انور حاضرین کو السلام علیکم کہہ کر رخصت ہوئے۔

26 جولائی 2025 بروز ہفتہ

پہلا سیشن

اس سیشن کی صدارت مکرم بلال ایٹکینسن صاحب نے کی۔مکرم راحیل احمد صاحب مربی سلسلہ نے سورۃ العنکبوت کی آیات 48 تا 52 کی تلاوت کی اور اسکا اردو ترجمہ پیش کیا۔مکرم ندیم زاہد صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے منظوم کلام:

دوستو ہرگز نہیں یہ ناچ اور گانے کے دن
مشرق و مغرب میں ہیں یہ دیں کے پھیلانے کے دن

سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ پہلی تقریر مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج امریکہ نے ''اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشرتی و اخلاقی زوال کی روک تھام'' کے موضوع پر کی۔دوسری تقریر مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلامِ صادق'' کے عنوان پر کی۔اس تقریر کے بعد مکرم عبد الحئی سرمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ یوکے نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

خوش الحانی سے پیش کیا۔

آخری تقریر مکرم زاہد خان صاحب صدر قضاء بورڈ، یوکے نے ''قرآنِ پاک کی سچائی کی حمایت میں جدید سائنسی دریافتیں'' کے موضوع پر کی۔

خطاب حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ

حضورِانور برطانیہ کے وقت کے مطابق بارہ بج کر پانچ منٹ پر جلسہ گاہ مستورات میں رونق افروز ہوئے۔اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرمہ آمنہ العیساوی صاحبہ نے سورۃ الاحزاب کی آیات 36 تا 37 کی تلاوت کی اور مکرمہ سائحہ معاذ صاحبہ نے ان آیات کا اردو ترجمہ پیش کیا۔اس کے بعد مکرمہ سلونی رشید صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی

خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔بعدۂ مکرمہ ڈاکٹر رابعہ احمد صاحبہ سیکرٹری امور طالبات لجنہ اماء اللہ یوکے نے تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کے نام پیش کئے۔بعدۂ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔

تشہد،تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آج آپ جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوئی ہیں۔جلسہ سالانہ کا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنی علمی، روحانی اور عملی ترقی میں اپنا کردار بڑھانے والی بنیں۔اللہ تعالیٰ نے عورت کو اسلام کی تعلیم کے ذریعے جو مقام دیا ہے، اگر ہر عورت اُسے یاد رکھے اور اپنی ذمہ داریاں نبھانے والی ہو، اپنی ذاتی اصلاح کے ساتھ، اپنی اولاد کا حق ادا کرنے والی ہو،اُن کی تربیت کرنے والی ہو اور جو حقوق اسلام نے عورت کے قائم کیے ہیں،اُن کی شکر گزاری کرنے والی ہو،تو وہ نہ صرف اپنی زندگی میں انقلاب لانے والی ہوگی، بلکہ اپنی اولاد کی زندگیوں میں بھی انقلاب لانے والی ہوگی اور جماعت کے لیے ایک ایسا وجود بن جائے گی، جس کا جماعت کی ترقی میں ایک اہم کردار ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ بہت ساری لڑکیاں سوال کرتی ہیں کہ ہم اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ جماعت کیلئے کیسے مفید وجود بن سکتی ہیں؟ اگر لڑکیاں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں تو جس فیلڈ میں بھی وہ ہوں، جس شعبے میں بھی ہوں، یا گھر داری کرنے والی خاتون ہوں، جماعت کے لیے ایک مفید وجود بن سکتی ہیں۔فرمایا: آپ میں سے جو چھوٹے بچوں کی مائیں ہیں یا جوان بچوں کی مائیں ہیں یا جوانی میں قدم رکھنے والے بچوں کی مائیں ہیں یا آئندہ ان شاء اللہ آنے والی نسلوں کی مائیں بننے والی ہیں، آپ سب کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم ہی وہ لوگ ہیں جو معاشرے کی اصلاح کرنے والے ہیں اور اِسکے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے، اپنی اصلاح کرتے ہوئے، اپنی دینی، علمی، عملی اور روحانی حالت کو بہتر کرتے ہوئے ایک انقلاب لانا ہے۔ اِس کے لیے اسلامی تعلیم کے ذریعے وہ راستے تلاش کر کے اُن پر عمل کرنا ہے، جو ہماری نسلوں کو بھی محفوظ کرنے والے ہوں اور ہماری جماعت کی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عورت کو بڑا مقام دیا ہے اور اِس لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس کی تشریح بہت اعلیٰ رنگ میں فرماتے ہوئے متعدد جگہ پر عورتوں کے حقوق کے بارے میں فرمایا۔ کیونکہ ہمارے معاشرے میں بعض دفعہ دیکھا جاتا ہے کہ عورت کو وہ عزت اور مقام نہیں دیا جاتا اور اِسکے حقوق کی وہ حفاظت نہیں کی جاتی جو ہونی چاہیے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ مت سمجھو کہ عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ اِن کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے، نہیں! نہیں! ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔

بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن نہیں اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں؟ دوسروں کے ساتھ وہ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔

بیویوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اِن سے اچھے طریقے سے، معروف طریقے سے سلوک کرو۔ ہاں! اگر وہ بے جا کام کریں تو تنبیہ ضرور ہونی چاہیے۔ انسان کو یہ چاہیے کہ عورت کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی پسند نہیں کرسکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اُس کی کسی غلطی پر چشم پوشی نہ کرسکے۔حضور انور نے فرمایا: بہت ساری شکایتیں آتی ہیں، بہت ساری عورتیں لکھتی ہیں کہ مرد باہر کے معاشرے میں، جماعتی کاموں میں، لوگوں کے سامنے تو بہت شریف کہلاتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اُن جیسا کوئی نیک شخص نہیں، ایسا خوش اخلاق کوئی نہیں، اعلیٰ اخلاق کا مالک کوئی نہیں، لیکن گھر میں اِنہوں نے ایک مصیبت ڈالی ہوتی ہے، وہ بیویوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے، بچوں کے حقوق نہیں ادا کر رہے ہوتے، غصّے کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ عورتوں سے نیک سلوک کرو۔ پس یہ باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں اور اللہ تعالیٰ نے عورت کو جو تنبیہ کے لیے کہا ہے تو اِس کا مطلب یہ نہیں کہ جس طرح بعض مرد سمجھتے ہیں کہ اُنہیں مارنے کی اجازت مل گئی ہے اور عورتیں اِس بات پر بڑی نالاں ہوتی ہیں، ناراض ہوتی ہیں کہ مردوں کو مارنے کی اجازت ہے۔ یہ تو ایک انتہائی قدم ہے اور اِس کی بعض شرائط ہیں۔ پس اللہ نے تو یہ بات کہہ کر یہاں عورت کا حق محفوظ کیا ہے کہ اُن

سے معروف طریقے سے معاشرت کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس یہ دیکھیں کہ اِس زمانے کے امام نے عورتوں کے حقوق کس طرح قائم فرمائے ہیں۔ اِن کے بارے میں اسلام کی تعلیم کی روشنی میں کس طرح بیان فرمایا ہے کہ اسلام تو یہ حقوق قائم فرماتا ہے۔ آجکل کے معاشرے میں اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام نعوذ باللہ عورتوں کے حقوق غصب کرتا ہے، لیکن اسلام تو ہر جگہ عورتوں کو حقوق دینے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض مرد بھی یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم تو حُسنِ سلوک کرتے ہیں، لیکن عورتوں کے مطالبات ایسے ہوتے ہیں اور بعض باتیں وہ ایسی کرتی ہیں جس کی وجہ سے پھر گھر میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ تو عورتوں کو بھی چاہیے کہ صبر اور حوصلے اور دعا سے اپنے گھروں میں زندگیاں گزاریں، اپنے بچوں کی نگہداشت کریں اور دین پر قائم رہنے کی کوشش کریں۔

اسلام کے خلاف آجکل یہ پروپیگنڈا ہے اور اِس بات کو بہت اُچھالا جاتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق نہیں۔ یہ دجّالی چالیں ہیں، اِن سے بچ کر رہنا چاہیے۔ بعض دفعہ ایسی عورتیں، جن کو اسلامی تعلیم کا یا قرآنِ کریم کی تعلیم کا صحیح علم نہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کُتب نہیں پڑھتیں یا آپؑ کے ارشادات نہیں سنے ہوتے، وہ دنیا داروں کی باتیں سن کر متأثر ہو جاتی ہیں، تو اِس چیز سے ہر لڑکی کو، ہر عورت کو بچنا چاہیے کیونکہ یہ دجّالی اور شیطانی چالیں ہیں، جو ہمیں دین سے دُور لے جانے کے لیے ہیں، مذہب سے دُور لے جانے کے لیے ہیں، جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کے لیے ہیں اور گھروں میں فتنہ پیدا کرنے کے لیے ہیں۔

اسلام نے عورتوں کے حقوق اِس حد تک قائم فرمائے ہیں کہ اِس کی کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے، ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی، مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں، ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر حق ہیں۔ انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ پس اگر اُنہی سے اُن کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔

پس ہمیں اپنے اہل کے لیے اچھا بننا پڑے گا اور مردوں کو بھی اِس بات کو یاد رکھنا پڑے گا کہ اُنہوں نے عورتوں کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ اور عورتوں کو اِس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر مردوں کی طرف سے کوئی زیادتی ہوتی ہے، تو یہ اسلام کی تعلیم کے مطابق عمل نہیں ہے، بلکہ اسلام کی تعلیم کے خلاف عمل ہے اور اُن کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں۔ اِس لیے اُنہیں بھی، بجائے اعتراض کرنے کے یا لوگوں کی باتوں میں آنے کے، غیروں کی باتوں میں آنے کے، اسلام مخالف لوگوں کی باتوں میں آنے کے، نظام کو اپنی بات پہنچانی چاہیے۔

پھر عورتوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا کیا جاتا ہے کہ اسلام کی تعلیم میں تمہارے جذبات کی کوئی قدر نہیں ہے، تمہیں تو گھر کے اندر بند کر کے رکھا ہوا ہے اور مرد کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ جو چاہے کرے۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ دیکھو! مردوں کو کتنی آزادی دی ہے، اگر اُن کی خواہش ہو تو وہ زیادہ شادیاں بھی کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا : پس یاد رکھیں کہ یہ دجّالی اعتراضات ہیں کہ جو بغیر کسی سیاق و سباق کے پیش کیے جاتے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہی طریقہ ہے کہ ہم اِس کے ذریعے سے عورت کے جذبات کو انگیخت کر سکتے ہیں اور اِن کو دین سے دُور لے جا سکتے ہیں۔ یہ شیطانی چالیں ہیں کیونکہ اسلام نے اگر بعض جگہ شادیوں کی اجازت دی ہے تو بعض شرائط کے ساتھ دی ہے۔

پہلی بات تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ تم تقویٰ پر قائم ہو، اپنا جائزہ لو کہ تم جس وجہ سے شادی کرنا چاہتے ہو، وہ جائز ضرورت ہے، پھر یہ بھی دیکھ لو کہ تم شادی کر کے بیویوں کے درمیان انصاف کر بھی سکتے ہو، اگر نہیں تو پھر تمہیں شادی کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ مرد پر عورت کے اتنے حقوق ہیں کہ اگر مرد کو پتا لگے کہ حقوق نہ ادا کر کے کتنا گناہ ہے، تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر انسان کو پورے طور پر معلوم ہو کہ یہ حقوق اِس قسم کے ہیں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا یعنی غیر شادی شدہ رہنا پسند کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے تمہارے اوپر حق ہیں، اُن کے حقوق ادا کرو۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو خود کھاؤ، اُنہیں بھی کھلاؤ، جو خود پہنو، اُنہیں بھی پہناؤ، کبھی چہرے پر نہ مارو، بُرا بھلا نہ کہو، کبھی بلاوجہ ڈانٹ ڈپٹ نہ کرتے رہو۔ ایسی عورتیں اسلام میں پیدا ہوئیں، جنہوں نے وہ معیار قائم کیے، جو نیکیوں کے اعلیٰ معیار تھے۔ وہ اِس بات پر ناراض نہیں ہوتی تھیں کہ مردوں کے حقوق زیادہ ہیں اور ہمارے حقوق کم ہیں۔ ہاں! کہیں اگر اُن کو حقوق کا شکوہ تھا یا مردوں کے عمل کا شکوہ تھا، تو اِس بات پر کہ وہ بعض دفعہ زیادہ نیکیاں کر جاتے ہیں اور اُن کو ثواب مل جاتا ہے، جو ہمیں نہیں ملتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک خاتون اسماء بنتِ یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا تھیں، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپؐ صحابہؓ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ اُنہوں نے مردوں کے نیکیوں میں سبقت لے جانے کے تناظر میں عرض کیا تو تمام بات سماعت فرمانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رُخ اور چہرۂ مبارک صحابہؓ کی طرف پھیرا اور فرمایا کہ کیا تم نے دین کے معاملے میں اپنے مسئلے کو اِس عمدگی سے بیان کرنے میں اِس عورت سے بہتر کسی کی بات سنی ہے؟ آپؐ نے اُس کی اِس سوال پر بڑی تعریف کی۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہمیں یہ ہرگز خیال نہ تھا کہ ایک عورت ایسی گہری سوچ رکھتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اِس خاتون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ اَے عورت! واپس جاؤ اور دوسری تمام عورتوں کو بتا دو، کسی عورت کے لیے اچھی بیوی بننا، بچوں کی تربیت کرنا، خاوند کی رضا جُوئی اور اُس کے موافق چلنا، مردوں کی اُن تمام نیکیوں کے برابر ہے، جو وہ کرتے ہیں۔

وہ عورت واپس گئی اور وہ خوشی سے لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کے الفاظ بلند کر رہی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جو گھر میں رہنے والے ہو، وہ بھی یہ نہ سمجھو کہ ہم گھر میں رہنے کے بعد بند ہو گئی ہیں۔ ہاں! اگر مجبوری ہے، تمہیں گھر میں رہنا پڑتا ہے، تو تمہیں اتنا ہی ثواب مل رہا ہے جتنا مردوں کو جہاد کا یا دوسری لازمی عبادات کا۔ یہ وہ مقام ہے جو اسلام عورت کو دیتا ہے اور کسی قسم کی اِس میں پابندی نہیں ہے۔ پردے کا اگر حکم ہے تو بعض کہتے ہیں کہ عورتوں کو پردے کا حکم ہے تو اُنہیں بند کر دیا گیا ہے، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ فرمایا ہے کہ پردے کو وہ سمجھتے ہیں کہ عورتوں کو صرف قید کر دینا اور گھر سے باہر نہ نکلنے دینا ہے، یہی پردہ ہے، یہ غلط چیزیں ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآنِ شریف کے حکم کے مطابق جہاں پردے کا حکم ہے، غضّ بصر کا حکم ہے، وہاں مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی یہی حکم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس بارے میں فرماتے ہیں کہ مومن کو نہیں چاہیے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اُٹھائے پھرے، بلکہ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہیے اور بد نظری کے اسباب سے بچنا چاہیے۔ تو یہ مردوں کو بھی حکم ہے کہ وہ عورتوں کو نہ دیکھیں تو اِس لحاظ سے اُن کا بھی ایک پردہ ہے اور عورتوں کو بھی حکم ہے اور وہ یہی ہے کہ عورتیں نظریں اِدھر اُدھر نہ پھیریں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ آج کل پردہ پر حملے کیے جاتے ہیں، لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں، ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ جب پردہ ہو گا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تأمل اور بے محابہ مل سکیں، سیریں کریں، جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر کیونکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں، یہ گویا تہذیب ہے، اِنہی بدنتائج کو روکنے کے لیے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ایسی باتیں ہونی ہی نہیں چاہئیں۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ جہاں غیر محرم مرد و عورت جمع ہوں، تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اِن نتائج پر غور کرو۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایسے حقوق قائم فرما دیے ہیں، تو یہ بہت بڑا انعام ہے، جو اُس نے اسلامی تعلیم میں عورتوں کو دیا ہے۔ اِس لیے عورتوں کا کام ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اِن کے ذمے جو اللہ تعالیٰ نے کام لگایا ہے یعنی نئی نسل کی اصلاح کرنا، اُن کو اِس مقام پر لے کر آئیں، جہاں وہ دین کا بھی اور جماعت کا بھی ایک مفید وجود بن سکیں، اپنے ملک کا بھی مفید حصّہ بن سکیں۔ جب یہ ہو گا تو پھر ہی ایک ایسا عظیم معاشرہ قائم ہو گا جہاں صرف خدا تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنے والے لوگ ہوں گے اور دنیا میں بھی جنّت کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے اور اگلے جہان میں بھی جنّت کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے۔

پس عورتوں کو چاہیے کہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ پیدا کریں اور اِس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے اپنی ناجائز خواہشات کو ختم کرنا ہے۔ اور دین کو دنیا پر ہر وقت مقدم رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔ اپنے بچوں کی اصلاح کے لیے جو کچھ ہم سے ہو سکتا ہے وہ ہم نے کرنا ہے تا کہ آئندہ ہماری نسلوں میں نیک بچیاں پیدا ہوں۔ نیک بیویاں پیدا ہوں۔ نیک مائیں پیدا ہوں۔ نیک خاوند پیدا ہوں۔ اور نیک باپ پیدا ہوں۔ اور پھر وہ سب مل کر اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لیے وہ کردار ادا کریں، جس کے لیے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اور یہ عہد کیا ہے کہ ہم ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدّم رکھیں گے۔ یہ دیکھیں کہ ہم اپنے مقصد کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں؟ خاص کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اِس زمانے کے امام کو ہم نے مانا ہے اور آپ اُن خوش قسمت لوگوں میں شامل ہو گئی ہیں کہ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی اور اِن کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اِسے بھیجے گا جو ابھی تک اِن سے نہیں ملے۔

حضور انور نے آخر پر فرمایا کہ پس اسلام ایک بڑا متوازن مذہب ہے، جو اعلیٰ اخلاق کی بھی تعلیم دیتا ہے، عبادتوں کے اعلیٰ معیاروں کی بھی تعلیم دیتا ہے، بچوں کے حق قائم کرنے کی بھی تعلیم دیتا ہے، اپنے حق قائم کرنے کی بھی تعلیم دیتا ہے، اپنے معاشرے کے حق قائم کرنے کی بھی تعلیم دیتا ہے اور یہی وہ باتیں ہیں جو پھر دنیا میں امن اور محبّت اور پیار کی فضا پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ عورتیں تھیں کہ جنہوں نے اپنے خاوندوں کے حقوق ادا کیے، اپنے بچوں کے حقوق ادا کیے اور اُن کے اعلیٰ معیار حاصل کیے اور یہی چیزیں ہیں جو آج ایک احمدی عورت کو اپنے سامنے رکھنی چاہئیں اور اِس پر غور کرنا چاہئے۔

حضور انور نے تاکید فرمائی کہ صرف یہ نہ دیکھیں کہ خاوندوں نے آپ کے حقوق ادا کیے ہیں یا نہیں بلکہ آپ نے اِس سوچ کے ساتھ اپنے حق اور فرائض ادا کرنے ہیں کہ اسلام نے جو آپ کو حقوق دیے ہیں، اُس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ معاشرے کے لیے ایک مفید وجود بن جائیں اور اِسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے آپ نے حتّی الوسع اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ کوشش کرنی ہے۔

دعا سے قبل حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اِس کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری آئندہ نسلوں میں بھی دین کو دنیا پر ترجیح دینے والی وہ مائیں پیدا ہوں، وہ لڑکے اور باپ پیدا ہوں، وہ خاوند اور بیویاں پیدا ہوں، جو کہ ایک انقلابِ عظیم لانے کا ذریعہ بن جائیں اور تمام دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ کر توحید کا اعلان کرنے والی بن جائے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو! حضور انور کا خطاب ایک بج کر اکیس منٹ تک جاری رہا جس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد خواتین اور بچیوں نے مختلف گروپس کی صورت میں ترانے پیش کیے۔ یہ ترانے مختلف زبانوں میں پیش کیے گئے جن میں اردو، انگریزی، پنجابی اور عربی کی زبانیں شامل ہیں۔ حضور انور نے آخر پر فرمایا کہ لجنہ کی رپورٹ کے مطابق یہاں خواتین کی حاضری 17 ہزار 595 ہے۔ بعد ازاں حضور انور نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ پیش کیا اور ایک بج کر بتیس منٹ کے قریب حضور انور زنانہ جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے۔ (باقی)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مکہ کو اس روز سے حرم بنایا ہے جس روز اس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی اور جس روز اس نے سورج اور چاند کو بنایا اور یہ دو پہاڑ صفا اور مروہ نصب کیے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس میں خونریزی کرے اور نہ اس کا درخت کاٹے۔ یہ نہ مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ میرے لیے یہ گھڑی بھر کے لیے حلال ہوا تھا پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل تھی۔ تم میں سے حاضر غائب تک پہنچا دے۔ جو تمہیں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قتال کیا تھا تو اسے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول کے لیے حلال کیا تھا اور اس نے تمہارے لیے حلال نہیں کیا۔ اے لوگو! لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ پر سب سے زیادہ جرأت کرنے والا وہ شخص ہے جس نے حرم میں قتل کیا یا اپنے قاتل کے علاوہ کسی اَور کو قتل کیا یا زمانہ جاہلیت کے خون کے بدلے کی وجہ سے قتل کیا

فتح مکہ کے روز ’’صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لیے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا اور بجز اِن ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا۔‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

غزوۂ فتح مکہ کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پُرمعارف تذکرہ

موجودہ حالات کے پیش نظر دعائیں کرنے اور راشن اکٹھا کرنے کی یاددہانی

مکرمہ امۃ النصیر نگہت صاحبہ اہلیہ مکرم راجہ عبدالمالک صاحب آف امریکہ اور مکرم الحاج یعقوب احمد بن ابوبکر صاحب آف گھانا کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11/جولائی 2025ء بمطابق 11/وفا 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۬ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

جیسا کہ گذشتہ خطبہ میں بیان ہوا تھا کہ فتح مکہ سے پہلے کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ کے پاس تھی۔ جب فتح مکہ ہوئی تو اس وقت حضرت علیؓ نے سقایہ یعنی پانی پلانے کے اعزاز کے ساتھ کلید برداری کا اعزاز بھی حاصل کرنے کی درخواست کی یعنی کہ اب چابی ان کو دے دی جائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ سے نکلتے ہوئے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور اس کو چابی واپس کر دی اور فرمایا: اَلْیَوْمُ یَوْمُ بِرٍّ وَّ وَفَاءٍ کہ آج نیکی اور ایفائے عہد کا دن ہے۔

اس وقت عثمان بن طلحہ مسلمان ہو چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں کہا؟ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے ایک مرتبہ عثمان بن طلحہ سے کعبہ کی چابی مانگی تھی تو اس نے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا اور نہایت غلیظ زبان استعمال کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت نہایت تحمل سے کام لیا اور فرمایا یَا عُثْمَانُ لَعَلَّکَ سَتَرٰی ھٰذَا الْمِفْتَاحَ یَوْمًا بِیَدِیْ أَضَعُہٗ حَیْثُ شِئْتُ کہ اے عثمان! یاد رکھو یہ چابی کسی نہ کسی دن میرے ہاتھ میں آئے گی اور میں اسے اپنی مرضی سے جسے چاہوں گا دوں گا۔ عثمان نے اس وقت تو یہ جواب دیا تھا کہ اگر ایسا وقت آیا تو وہ قریش کی ہلاکت اور ذلّت کا وقت ہوگا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بَلْ عَمَرَتْ وَعَزَّتْ یَوْمَئِذٍ۔ ایسا نہیں بلکہ اس وقت تو قریش کی آبادی اور عزت و تکریم ہوگی۔

یہ ساری زیادتیاں جو آپؐ سے کی گئی تھیں اس وقت آپؐ کو یاد تھیں لیکن باوجود اس کے آپ نے ان لوگوں پر رحمت اور شفقت فرمائی۔ ایک دوسری روایت میں عثمان بن طلحہ خود بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں سوموار اور جمعرات والے دن ہم خانہ کعبہ کھولا کرتے تھے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کچھ لوگوں کے ساتھ کعبہ کے اندر جانا چاہا۔ اس پر میں آپ سے سخت کلامی سے پیش آیا لیکن آپ نے بہت نرمی سے کلام کیا اور فرمایا اے عثمان! ایک دن یہ چابی تم میرے ہاتھ میں دیکھو گے اور میں جس کو چاہوں گا یہ دوں گا۔

آج وہ دن تھا۔ یہ ساری باتیں عثمان کو بھی یاد آ رہی ہوں گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہ دن نہیں بھولے ہوں گے لیکن آپؐ نے اسے فرمایا اے عثمان! اپنی چابی سنبھالو۔ اس کے باوجود آپ نے اسے یہی کہا کہ لو چابی مَیں تمہیں دیتا ہوں آج۔ آج نیکی اور ایفائے عہد کا دن ہے۔ یہ چابی ہمیشہ کے لیے لے لو تم سے صرف ظالم ہی اسے چھینے گا۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از ڈاکٹر صلابی، جلد 3 صفحہ 415-416، دار السلام) (تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 482، 487، 488 دار الکتب العلمیۃ بیروت) اب یہ تمہارے خاندان میں رہے گی۔ چنانچہ آج تک خانہ کعبہ کی چابی اسی خاندان میں نسل در نسل چلی آ رہی ہے۔

روایت ہے کہ فتح مکہ کے دوسرے روز بنوخُزاعہ نے بنوھُذَیل کے ایک مشرک آدمی کو قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے بعد خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کعبہ کے ساتھ لگائے ہوئے تھے، وہاں ٹیک لگائے ہوئے تھے اور ایک روایت ہے کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مکہ کو اس روز سے حرم بنایا ہے جس روز اس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی اور جس روز اس نے سورج اور چاند کو بنایا اور یہ دو پہاڑ صفا اور مروہ نصب کیے۔ اسے لوگوں نے حرم نہیں بنایا۔ آپ نے فرمایا اسے لوگوں نے حرم نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ یہ قیامت کے دن تک حرم ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس میں خونریزی کرے اور نہ اس کا درخت کاٹے۔ یہ نہ مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ میرے لیے یہ گھڑی بھر کے لیے حلال ہوا تھا پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل تھی۔ تم میں سے حاضر غائب تک پہنچا دے جو تمہیں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قتال کیا تھا تو اسے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول کے لیے حلال کیا تھا اور اس نے تمہارے لیے حلال نہیں کیا۔ اے لوگو! لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ پر سب سے زیادہ جرأت کرنے والا وہ شخص ہے جس نے حرم میں قتل کیا یا اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کیا یا زمانہ جاہلیت کے خون کے بدلے کی وجہ سے قتل کیا۔

اے بنوخُزاعہ! قتل سے ہاتھ روک لو۔ تم نے ایک شخص کو قتل کیا ہے۔ میں اس کی دیت ادا کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا: میں دوں گا اب اس کی دیت، معاہدہ ہے۔ جو میری ضمانت کے بعد کسی کو قتل کرے گا تو اس کے اہل کو دو اختیار ہوں گے اگر وہ چاہیں تو دیت لے لیں اور اگر چاہیں تو اسے قتل کر دیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی دیت ایک سو اونٹ دے دی جسے بنوخُزاعہ نے قتل کیا تھا۔ ان کی طرف سے آپ نے دیت عطا فرمائی۔

(سبل الھدیٰ، جلد 5 صفحہ 256,257 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

انہی دنوں میں فَضَالَہ بن عُمَیر کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ بھی ظاہر ہوا۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دن بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جو اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے لیکن وہ بےبس تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ کے کچھ دلیر نوجوانوں جیسے عکرمہ وغیرہ نے باقاعدہ ایک پلٹن بنا کر ایک جگہ کھڑے ہو کر مسلح مزاحمت بھی کی تھی۔ اسی طرح کی سوچ رکھنے والوں میں سے ایک شخص فَضَالَہ بن عُمیر بھی تھا۔ یہ کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو میں بھی اس بھیڑ میں شامل ہو گیا اور سوچا کہ جونہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوں گا تو چپکے سے اپنے خنجر سے وار کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کر دوں گا۔ وہ اس ارادے سے آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جونہی وہ آپ کے قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کے فرمایا کہ تم فَضَالہ ہو؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا دل میں کیا سوچ رہے ہو؟ کہنے لگا کہ میں

اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ اس نے جھوٹ بولا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا اللہ سے استغفار کرو۔ تم جو کہہ رہے ہو وہ تم نہیں کر رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب آئے اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔

فَضالہ بیان کرتے ہیں کہ بخدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے سے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ محبوب مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی لگنے لگے اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹ آیا۔

(سبل الهدیٰ (مترجم)، جلد 5 صفحہ 232، زاویہ پبلیشر ز لاہور) (تاریخ الخمیس، جلد 2 صفحہ 487 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 9 صفحہ 170 بزم اقبال لاہور) (فتح مکہ از باشمیل صفحہ 241-242 نفیس اکیڈمی کراچی)

اس ارادے سے گیا تھا لیکن اس کے بعد اس کی کایا پلٹ گئی۔

انہی دنوں میں حضرت ابوبکرؓ کے والد ماجد کے قبول اسلام کے واقعے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر کے والد فتح مکہ تک ایمان نہیں لائے تھے۔ اس وقت ان کی بینائی جا چکی تھی۔ فتح مکہ کے وقت جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ اپنے والد کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم اس عمر رسیدہ شخص کو گھر ہی میں رہنے دیتے۔ اتنی بڑی عمر کے آدمی کو میرے پاس لے آئے ہو۔ میں خود ان کے پاس آ جاتا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے نہ یہ کہ آپؐ ان کے پاس تشریف لاتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بٹھایا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اسلام لے آئیں۔ آپ سلامتی میں آ جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے (حضرت ابوبکرؓ کے والد نے) اسلام قبول کر لیا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 4 صفحہ 374-375 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(سبل الهدیٰ جلد 5 صفحہ 232-233 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ایک ذکر حضرت اُمِّ ہانیؓ کے گھر آپؐ کے کھانا تناول فرمانے کا ملتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز حضرت ام ہانیؓ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کھانا ہے جسے ہم کھائیں؟ انہوں نے عرض کی: سوکھی ہوئی روٹی کے ٹکڑوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور مجھے حیا آتی ہے کہ میں انہیں آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں ہی لے آؤ۔ آپ نے انہیں پانی میں بھگویا۔ وہ نمک ساتھ لے آئیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا شوربہ ہے کوئی؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے پاس سرکہ کے علاوہ اَور کچھ نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ سرکہ لے آؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے پر انڈیلا اور اس میں سے کھایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر فرمایا سرکہ کیا ہی عمدہ سالن ہے۔ اے ام ہانی جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ غریب نہیں ہوتا۔ (سبل الهدیٰ جلد 5 صفحہ 235 دار الکتب العلمیۃ بیروت) شکر گزاری کی بھی انتہا ہے اور ام ہانی کی دلجوئی بھی کر دی۔ یہ فاتح مکہ کا حال ہے جبکہ ہر گھر سے سب کچھ میسر آ سکتا تھا لیکن آپ نے ان چھوٹے سوکھے روٹی کے ٹکڑوں پر اس وقت گزارا کیا۔

آپؐ کے مکہ پہنچنے اور وہاں ہر چیز خاص طور پر خانہ کعبہ کو محبت سے دیکھنے سے انصار کے دل میں اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں آپؐ یہیں نہ رہ جائیں۔ مثل مشہور ہے کہ عشق است و ہزار بدگمانی۔ کہ ایک محبت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہزار بدگمانیاں اور وسوسے ہوتے ہیں۔ محبت کرنے والا ہر وقت اپنے محبوب کے بارے میں فکر مند رہتا ہے۔ عشق و محبت اور حسن و وفا کے بہت سے منظر فتح مکہ کے موقع پر دیکھے گئے۔ ان میں سے ایک بہت ہی پاکیزہ اور پر لطف نظارہ مدینہ کے انصار کی جانب سے دیکھنے میں آیا۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مکہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرِ اسود کی طرف آئے اور اسے اِستلام کیا یعنی حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر صفا پر چڑھے جہاں سے آپؐ بیت اللہ کو دیکھ رہے تھے اور آپؐ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ عزّوجلّ کا ذکر کرنے لگے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپؐ اس کا ذکر کریں اور اس سے دعا مانگتے رہے۔ انصار آپؐ سے نیچے تھے۔ آپؐ نے دعا کی اور اللہ کی حمد کی اور دعا کی جتنا اس نے چاہا کہ دعا کریں۔

(سنن ابوداؤد کتاب المناسک باب فی رفع الید اذا رأی البیت حدیث 1872)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصروفیات اور اہالیانِ مکہ سے حسنِ سلوک کے ناقابل یقین مناظر دیکھتے ہوئے انصار اپنی ہی سوچوں میں گم ہو گئے۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے وطن کی محبت اور اپنے قبیلے کی محبت غالب آگئی ہے اور شاید اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہیں اپنی بستی میں اپنے عزیز رشتہ داروں میں رہ جائیں گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا سوچتے ہی وہ غمزدہ ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں جب انصار کی یہ حالت تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دوران میں وحی نازل ہوئی اور جب وحی آتی تھی تو ہم پر مخفی نہ رہتی تھی۔ پس جب وہ آتی تو ہم میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر نہ اٹھاتا تھا یہاں تک کہ وحی ختم ہو گئی اور جب وحی ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہِ انصار! انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! حاضر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم یہ سوچ رہے ہو کہ اس شخص پر وطن کی محبت غالب آگئی ہے؟ انہوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر ایسا ہوا تو میرا نام کیا ہوگا۔ میں محمد ہوں۔ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ کی خاطر تمہاری طرف ہجرت کی تھی۔ اب میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہی ہے۔ اس پر وہ بے اختیار روتے ہوئے آپ کی طرف بڑھے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! ہم نے جو بھی کہا وہ اللہ اور اس کے رسول کی شدید محبت اور آپ سے جدائی کے ڈر کی وجہ سے کہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ اور اس کا رسول تمہاری

اس بات کی تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم (مترجم) کتاب الجهاد والسیر باب فتح مکہ جلد 9 صفحہ 185 تا 189 حدیث 3317-3318)

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ''جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیارتِ کعبہ کی متعلقہ عبادتوں میں مصروف تھے اور اپنی قوم کے ساتھ بخشش اور رحمت کا معاملہ کر رہے تھے تو انصار کے دل اندر ہی اندر بیٹھے جا رہے تھے اور وہ ایک دوسرے سے اشاروں میں کہہ رہے تھے شاید آج ہم خدا کے رسول کو اپنے سے جدا کر رہے ہیں کیونکہ ان کا شہر خدا تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح کر دیا ہے اور ان کا قبیلہ ان پر ایمان لے آیا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے انصار کے ان شبہات کی خبر دے دی۔ آپؐ نے سر اٹھایا، انصار کی طرف دیکھا اور فرمایا اے انصار! تم سمجھتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر کی محبت ستاتی ہوگی اور اپنی قوم کی محبت اس کے دل میں گدگدیاں لیتی ہوگی۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ! یہ درست ہے ہمارے دل میں ایسا خیال گزرا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: تمہیں پتہ ہے میرا نام کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہلاتا ہوں۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں کو جنہوں نے دین اسلام کی کمزوری کے وقت میں اپنی جانیں قربان کیں چھوڑ کر کسی اَور جگہ چلا جاؤں۔ پھر فرمایا

اے انصار! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ مَیں نے خدا کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑا تھا اور اس کے بعد اب میں اپنے وطن میں واپس نہیں آ سکتا۔ میری زندگی تمہاری زندگی سے ہے اور میری موت تمہاری موت سے وابستہ ہے۔ مدینہ کے لوگ آپ کی یہ باتیں سن کر اور آپؐ کی محبت اور آپؐ کی وفا کو دیکھ کر روتے ہوئے آگے بڑھے اور کہا یا رسول اللہ! خدا کی قسم! ہم نے خدا اور اس کے رسول پر بدظنی کی۔ بات یہ ہے کہ ہمارے دل اس خیال کو برداشت نہیں کر سکتے کہ خدا کا رسول ہمیں اور ہمارے شہر کو چھوڑ کر کہیں اَور چلا جائے۔ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول تم لوگوں کو بَری سمجھتے ہیں اور تمہارے اخلاص کی تصدیق کرتے ہیں۔

جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے لوگوں میں یہ پیار اور محبت کی باتیں ہو رہی ہوں گی اگر مکہ کے لوگوں کی آنکھوں نے آنسو نہیں بہائے ہوں گے تو ان کے دل یقیناً آنسو بہا رہے ہوں گے کہ وہ قیمتی ہیرا جس سے بڑھ کر کوئی قیمتی چیز اس دنیا میں پیدا نہیں ہوئی خدا نے ان کو دیا تھا مگر انہوں نے اس کو اپنے گھروں سے نکال کر پھینک دیا اور اب کے وہ خدا کے فضل اور اس کی مدد کے ساتھ دوبارہ مکہ میں آیا تھا وہ اپنے وفائے عہد کی وجہ سے اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ واپس جا رہا ہے۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 348-349)

حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت ہے کہ ابوسفیان نے آپ کو دیکھا۔ آپ چل رہے تھے اور صحابہ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اس نے دل میں کہا کہ کاش میں ان کے ساتھ پھر قتال کر سکتا اور ان کے لیے لشکر جمع کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا تب پھر اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کردے گا۔ تم یہ سوچ رہے ہو کہ قتال کرتے تو پھر رسوا ہو جاتے۔ انہوں نے کہا میں اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو کچھ میں نے کہا اللہ سے اس کی معافی چاہتا ہوں۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ کہتے ہیں میں تو اپنے دل میں یہ بات سوچ رہا تھا۔ میں نے تو کسی کو بتائی ہی نہیں تھی اور آپ نے وہ بات مجھ پر ظاہر کر دی۔

(اللؤلؤ المکنون فی سیرۃ النبی المأمونؐ، جلد 4 صفحہ 63، ریاض 2013ء) (سبل الهدیٰ جلد 5 صفحہ 246 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

خانہ کعبہ کی چھت پر سے ظہر کی اذان دی گئی۔ جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا۔ انہوں نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ (سبل الهدیٰ جلد 5 صفحہ 248 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن تمام نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ بالعموم ہر نماز کے لیے تازہ وضو فرماتے لیکن آج جب صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی وضو کے ساتھ نمازیں پڑھتے دیکھا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے آج وہ کیا ہے جو آپ نہیں کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر میں نے دانستہ ایسا کیا ہے۔ علماء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے وقت ایسا کرنے کی سہولت کی خاطر یہ نمونہ دیا تھا۔ (اللؤلؤ المکنون فی سیرۃ النبی المأمونؐ، جلد 4 صفحہ 64-65، ریاض 2013ء)

اس دوران آپؐ نے عام بیعت بھی لی جس کی تفصیل میں لکھا ہے حضرت اسود بن خَلَفؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح مکہ کے روز آپؐ کو دیکھا۔ آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ آپ قَرْنِ مَسْقَلَۃ کے پاس بیٹھ گئے جو مکہ کے نچلی جانب ایک چٹان ہے اور اسلام پر لوگوں سے بیعت لی۔ چھوٹے بڑے، مرد اور خواتین آپ کی خدمت میں آئے۔

آپؐ نے ان سے ایمان باللہ اور اس شہادت پر بیعت لی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اِبنِ جَرِیر طَبَرِی بیان کرتے ہیں کہ لوگ مکہ میں جمع ہو گئے تا کہ اسلام پر آپ کی بیعت کریں۔ آپ کوہِ صفا پر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نیچے تھے۔ آپ اس بات پر لوگوں سے بیعت لے رہے تھے کہ وہ حتی الاستطاعت اللہ اور اس کے رسول کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت لی۔ ان خواتین میں ابوسفیان کی بیوی ہند بھی تھی جس نے نقاب کر رکھا تھا۔ اسے خوف تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلوک کے بارے میں پوچھیں گے جو اس نے حضرت حمزہؓ سے کیا تھا۔ اسے خدشہ تھا

کہ اس کی وجہ سے اس کی گرفت نہ ہو جائے۔ جب وہ خواتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا اس امر پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی اس پر کہ تم چوری نہیں کرو گی۔ ہِند نے کہا اللہ کی قسم! میں ابوسفیان کے مال سے بعض اوقات کچھ لے لیتی ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ یہ میرے لیے حلال ہے یا حرام۔ ابوسفیان وہاں موجود سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا تم نے جو گذشتہ مال لیا وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ تم سے درگذر کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہِند کو پہچانتے ہوئے فرمایا تم ہِند بنت عُتبہ ہو۔ اس نے کہا جی ہاں لیکن جو پہلے ہو چکا اس کو معاف فرما دیں۔ مطلب یہ کہ اسلام اور آپ کی ذات مبارک کے خلاف جو کچھ میں نے کیا اس سے درگزر فرمائیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم بدکاری نہیں کرو گی۔ ہِند نے کہا کیا آزاد عورت بھی بدکاری کرتی ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی۔ ہِند نے کہا ہم نے بچپن میں انہیں پالا لیکن بڑے ہوئے تو آپؐ نے انہیں بدر کے موقع پر قتل کر دیا۔ آپ جانیں یا وہ۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر ہنس پڑے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا بہتان نہیں لگاؤ گی جسے تم نے اپنے سامنے گھڑا ہو۔ ہِند نے کہا بہتان لگانا بہت برا فعل ہے اور بعض گناہ اس سے بھی برے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: تم امر معروف میں میری نافرمانی نہیں کرو گی۔ (اللؤلؤ المکنون فی سیرۃ النبی المامونؐ، جلد 4 صفحہ 78-79، ریاض 2013ء)

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 247-248، 295 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ایک روایت میں یہ ہے کہ ہِند بنت عتبہ کو سمجھ آ گئی کہ وہ گمراہی پر تھی تو اپنے خاوند ابوسفیان کو کہنے لگی کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ ابوسفیان نے حیران ہوتے ہوئے کہا کہ آج تک تو تم انکار ہی کرتی چلی آئی ہو۔ یہ اچانک اتنی بڑی تبدیلی کیسے آ گئی؟ کہنے لگی کہ اللہ کی قسم! میں نے فتح مکہ والے دن مسلمانوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ساری رات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی خانہ کعبہ میں اس طرح عبادت کرتے رہے کہ کوئی قیام کی حالت میں تھا کوئی رکوع کی اور کوئی سجدے کی حالت میں۔ اس طرح عبادت کرتے ہوئے مَیں نے آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔ ابوسفیان نے کہا کہ اپنی قوم کے کسی آدمی کے ساتھ جانا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا ہے تو اپنی قوم کے کسی آدمی کے ساتھ جانا۔ چنانچہ وہ حضرت عمر کے پاس گئی اور ان کو ساتھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ گھر گئی اور جو بت اس کے گھر میں پڑا تھا اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہنے لگی کہ تیری وجہ سے ہم دھوکے میں پڑے رہے۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 8 صفحہ 347 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(فتح مکہ از محمد باشمیل صفحہ 311 نفیس اکیڈمی کراچی)

ایک دوسری روایت میں ہے ہِند اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنے اس دین کو غالب کیا جو اس نے اپنے لیے پسند کیا۔ کیا آپ کی رحمت کا کچھ حصہ مجھے بھی مل سکے گا؟ یا رسول اللہ! میں وہ عورت ہوں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئی ہے اور اس کی تصدیق کرنے والی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں خوش آمدید ہو۔

ہند نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! میں روئے زمین کے اہلِ خیمہ میں سے کسی کے بارے میں یہ نہ چاہتی تھی کہ وہ آپؐ کے خیمے سے زیادہ رسوا ہو لیکن اب مجھے روئے زمین کے سارے اہل خیمہ کی عزتوں سے آپؐ کی عزت زیادہ عزیز ہے۔

حضرت ہند نے اسلام لانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت و اخلاص کا اظہار اس طرح کیا کہ دو کم عمر بکرے بھون کر آپ کی خدمت میں لونڈی کے ہاتھ بھجوائے۔ لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ میری مالکن نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجے ہیں۔ گوشت بھون کے بھیجا ہے اور وہ عذر کرتے ہوئے کہہ رہی ہیں، معذرت کر رہی ہیں کہ آجکل ہماری بکریوں کے بچے کم ہیں۔ اس لیے میں صرف دو بھیج رہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری بکریوں اور ان کی اولاد میں برکت ڈالے۔ بعد میں یہ لونڈی کہتی تھی کہ بخدا کہ میں نے بکریوں اور ان کے بچوں کی اتنی کثیر تعداد دیکھی جو پہلے نہیں دیکھی تھی۔ حضرت ہِند کہتی تھیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے طفیل ہے۔ (سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 255 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(سیرت الحلبیہ باب ذکر مغازیہ جلد 3 صفحہ 139 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعودؓ ابوسفیان کی بیوی ہِند کی بیعت کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ”یہ وہی عورت ہے جس نے حضرت حمزہؓ کا مُثلہ کروایا تھا۔ آپؐ نے مناسب سمجھا کہ اسے اس ظالمانہ فعل اور خلافِ انسانیت حرکت کی سزا دی جائے۔ اس وقت پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ جب عورتیں بیعت کے لیے آئیں تو ہندہ بھی چادر اوڑھ کر ساتھ آ گئی اور اس نے بیعت کر لی۔ جب وہ اس فقرہ پر پہنچی کہ ہم شرک نہیں کریں گی تو چونکہ وہ بڑی تیز طبیعت تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! ہم اب بھی شرک کریں گی؟ آپؐ اکیلے تھے اور ہم نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ آپ کا مقابلہ کیا۔ اگر ہمارے خدا سچے ہوتے تو آپ کیوں کامیاب ہوتے۔ وہ بالکل بیکار ثابت ہوئے اور ہم ہار گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہندہ ہے؟ آپؐ اس کی آواز کو پہچانتے تھے، آخر رشتہ دار ہی تھی۔ ہندہ نے کہا یا رسول اللہ! اب میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ اب آپ کو مجھے قتل کرنے کا اختیار نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا ہاں اب تم پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی۔ غرض وہ قوم جو سمجھتی تھی کہ آپ نے سب خداؤں کو کُوٹ کر ایک خدا بنا لیا ہے ان میں اتنا تغیر پیدا ہو گیا کہ ہندہ جیسی عورت نے کہا کہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا ایک نہیں۔“

(اپنے فرائض کی ادائیگی میں رات دن منہمک رہو، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 14، 15)

بیعت کے انہی دنوں کا ایک واقعہ ملتا ہے۔ ایک شخص بیعت کرنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب اور جلال سے وہ ڈر کے مارے کانپ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا

ڈرو نہیں اور عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ مَیں تو اس عورت کا بیٹا ہوں جو مکہ میں خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ (اللؤلؤ المکنون فی سیرۃ النبی المامونؐ، جلد 4 صفحہ 83، ریاض 2013ء)

(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب القدید، حدیث 3312)

وہ مجرم جن کے قتل کا حکم صادر ہوا، ان کے بارے میں لکھا ہے۔ تفصیل بیان کرتا ہوں گو کہ اس بارے میں بعض لوگوں کے تحفظات بھی ہیں اور واقعات بھی یہی بتاتے ہیں کیونکہ جن وجوہات کی بنا پر قتل کے حکم کے بارے میں بیان کیا گیا ہے یہ صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور طبیعت کے خلاف ہے۔ بہرحال پہلے یہ بیان کر دیتا ہوں کہ کون لوگ تھے۔ تاریخ میں بعض جگہ ذکر ہوا ہے اور بعد میں اس کے ردّ میں بھی بیان کر دوں گا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ وہ افراد جن کے جرائم کی بابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جہاں بھی نظر آئیں ان کو قتل کر دیا جائے وہ آٹھ مرد اور چھ عورتیں تھیں۔ یہ فتح الباری میں لکھا ہے۔ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ یہ کل گیارہ افراد تھے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ یہ کل دس افراد تھے جن میں چھ مرد تھے اور چار عورتیں تھیں۔

(فتح الباری جلد 8 صفحہ 14 کتاب المغازی، حدیث نمبر 4280 آرام باغ کراچی)(سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 117 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (کتاب المغازی واقدی جلد 2 صفحہ 258 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بخاری کی شرح فتح الباری میں ان چودہ افراد کے نام بھی لکھے ہیں جن میں عبدالعُزّٰی بن خَطَل، عبداللہ بن سعد بن ابی سَرَح، عِکْرِمَہ بن ابی جہل، مِقْیَس بن صُبَابَہ، ھَبَّار بن اسود وغیرہ شامل ہیں۔

(فتح الباری جلد 8 صفحہ 13 قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب کو امان دے دی۔ آپ نے فرمایا انہیں قتل کر دو، چاہے وہ کعبے کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہوں۔

(سنن النسائی کتاب المحاربہ [تحریم الدم] باب الحکم فی المرتد حدیث: 4072)

ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز ان چار افراد کے علاوہ سب کو امان دے دی تھی۔ جن میں عبدالعزی بن خَطَل، مقیس بن صُبَابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور اُمِّ سَارَہ تھیں۔

(البدایہ والنہایۃ جلد 6 صفحہ 562 مکتبہ دار ہجر بیروت)

ایک سیرت نگار نے لکھا ہے کہ جن لوگوں کے قتل کو مباح قرار دیا گیا تھا یعنی جائز قرار دیا گیا تھا ان میں سے اکثر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا تھا اور صرف چند ہی لوگ قتل ہوئے تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام معافی سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا تھا۔ (فتح مکہ از باشمیل صفحہ 261 تا 262 نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس حوالے سے اپنی رائے جو لکھی ہے وہ یہ ہے کہ

”صرف گیارہ مرد اور چار عورتیں ایسی تھیں جن کی نسبت شدید ظالمانہ قتل اور فساد ثابت تھے، وہ گویا جنگی مجرم تھے اور ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ قتل کر دیے جائیں کیونکہ وہ صرف کفر یا لڑائی کے مجرم نہیں تھے بلکہ جنگی مجرم ہیں“ لیکن ”......ان میں سے اکثر کو مسلمانوں کی سفارش پر آپ نے چھوڑ دیا۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 344، 349)

تو اکثر ان میں سے چھوڑ دیے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ ”حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلّی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا اور صرف انہی چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لیے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا“ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا تھا ”اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا۔“ (براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 286-287 بقیہ حاشیہ نمبر 11)

جن افراد کو قتل کیا گیا تھا تاریخ میں ان کی وجوہات بھی بیان کی گئی ہیں جو کہ بیان تو کر دیتا ہوں لیکن بہرحال تسلی بخش وجوہات نہیں ہیں۔ جو پہلا نام لکھا ہے عبدالعزیٰ بن خَطَل کا ہے۔ اس نے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا اور اس نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ آپ نے اسے زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا۔ اس کے ہمراہ بنو خُزاعہ میں سے ایک شخص تھا جو اس کے لیے کھانا بناتا تھا اور اس کی خدمت کرتا تھا۔ ان دونوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں لوگ اکٹھے ہو کر زکوٰۃ دیا کرتے تھے۔ اِبن خَطَل نے خُزاعی شخص کو حکم دیا کہ وہ کھانا تیار کرے اور خود دوپہر کے وقت سو گیا۔ جب جاگا تو خُزاعی شخص سو رہا تھا۔ اس نے کچھ تیار نہیں کیا تھا۔ ابن خَطَل نے تلوار کے ساتھ اسے قتل کر دیا اور اسلام سے مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا۔ یہ اشعار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بیان کرتا تھا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے سر پر خَود تھا۔ آپ نے اسے اتارا۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا ابن خَطَل خانہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔

دوسرا ہے مِقْیَس بن صُبَابَہ۔ اس نے ایک انصاری صحابی کو شہید کرنے کے لیے اسلام قبول کیا تھا۔

انصاری صحابی نے ایک غزوے میں مِقْیَس کے بھائی کو دشمن سمجھ کر غلطی سے قتل کر دیا تھا۔ مِقْیَس نے بھائی کی دیت بھی لی اور انصاری صحابی کو شہید بھی کر دیا۔ پھر اسلام ترک کر کے مکہ واپس چلا گیا۔ حضرت نُمَیْلَہ بن عبداللہ نے فتح مکہ کے روز اس کو قتل کیا۔

حُوَیْرِث بن نُقَیْذ ہے۔ یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم نامہ جاری فرمایا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کو قتل کیا۔ ایک سیرت نگار لکھتا ہے کہ حویرث بن نُقَیذ کے قتل کی یہی وجہ ملتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتا تھا لیکن اس کے قتل کا سبب اس کے علاوہ کوئی اَور ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے۔

پھر ہے حُوَیْرِث بن طَلَاطِل خُزَاعی۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا۔ اسے بھی حضرت علی نے قتل کیا۔

پھر ابن خَطَل کی لونڈی قرینہ تھی۔ اسے اَرنب بھی کہتے تھے۔ یہ آپؐ کے بارے میں ہجویہ اشعار گاتی تھی۔ اسے قتل کر دیا گیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 223 تا 225 دار الکتب العلمیة بیروت)

(امتاع الاسماع جلد 1 صفحہ 399 دار الکتب العلمیة بیروت)

(فتح مکہ از باشمیل صفحہ 264-265 نفیس اکیڈمی کراچی)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد نہم صفحہ 157 دار السلام)

گو یہ تعداد جن کو قتل کیا گیا تھا چودہ پندرہ تک ملتی ہے لیکن تحقیق پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعداد درست نہیں ہے کیونکہ جن جرائم کی وجہ سے ان کو قتل کرنے کا ذکر ملتا ہے وہ جرائم خود بتاتے ہیں کہ مؤرخین کو غلطی لگی ہے۔ اکثریت کے جرائم یہ بیان ہوئے ہیں کہ وہ مرتد ہو گئے تھے یا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ اور تکلیف پہنچایا کرتے تھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے۔ یہ فرد جرم بتاتی ہے کہ یہ بعد کے زمانے کی سوچ ہے کیونکہ جب قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف کرتے ہوئے یہ سوچ پیدا ہوئی کہ مرتد کی سزا قتل ہے یا توہین رسالت کی سزا قتل ہے تو یہ بعد کی سوچیں ہیں۔ پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ ہوتا ہی نہیں تھا۔ جب قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ ارتداد کی سزا قتل نہیں ہے۔ جب قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دینے، آپ کو اذیت پہنچانے اور آپ کے ہجو کرنے کی سزا قتل نہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جس جس کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا یقینی طور پر ان کا جرم کوئی اور ہونا چاہیے تھا۔ جنگی جرم جیسے حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ وہ جنگی مجرم تھے یا وہ قاتل تھے اور وہ تو تھے ہی لیکن یہ کہ ہجو کر دی یا توہین کی یہ غلط ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر قتل کیے جانے کی ان روایات پر جرح کرتے ہوئے برصغیر کے ایک معروف سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ ارباب سِیَر کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گو اہل مکہ کو امن عطا کیا تھا تاہم دس شخصوں کی نسبت حکم دیا کہ جہاں ملیں قتل کر دیے جائیں۔ ان میں سے بعض مثلاً عبداللہ بن خَطَل، مِقْیَس بن صُبَابہ خونی مجرم تھے اور قصاص میں قتل کیے گئے۔ اگر ان کو مانا بھی جائے تو یہ دو قاتل تھے اس لیے قتل کیے گئے لیکن متعدد دوسرے جو ہیں ایسے تھے کہ ان کا صرف یہ جرم تھا کہ وہ مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا کرتے تھے یا آپ کے ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔ آپ کو ستاتے تھے یا ہجویہ اشعار کہتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت اس جرم میں قتل کی گئی کہ وہ آپؐ کے ہجویہ اشعار گایا کرتی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے لیکن انہوں نے لکھا ہے کہ محدثانہ تنقید کی رو سے یہ بیان صحیح نہیں ہے۔ اس جرم کا مجرم تو سارا مکہ تھا۔ اگر یہی بات لی جائے کہ ہتک کیا کرتے تھے اور ہجویہ اشعار کہتے تھے تو یہ تو سارا مکہ یہی کرتا تھا پھر تو ساروں کو قتل کرنا چاہیے تھا۔ قریش میں سے بجز دو چار کے کون تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت سے سخت ایذائیں نہیں دیں۔ بایں ہمہ انہی لوگوں کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ کہ تم لوگ آزاد ہو۔ جن لوگوں کا قتل بیان کیا جاتا ہے وہ نسبتاً کم درجہ کے مجرم تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ روایت صحاح ستہ میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔

خیبر میں جس یہودی عورت نے آپ کو زہر دیا اس کی نسبت لوگوں نے دریافت بھی کیا کہ اس کے قتل کا حکم ہوگا ارشاد ہوا کہ نہیں۔ خیبر کے کفرستان میں ایک یہودیہ زہر دے کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے جانبر ہوسکتی ہے تو حرم میں اس سے کم درجہ کے مجرم عفوِ نبوی سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں۔ اگر درایت پر قناعت نہ کی جائے تو روایت کے لحاظ سے بھی یہ واقعہ بالکل ناقابل اعتبار رہ جاتا ہے۔ عقل سے جائزہ نہ بھی لیں تو تب بھی روایت غلط ہے کیونکہ صحیح بخاری میں صرف ابن خَطَل کا قتل مذکور ہے اور یہ عموماً مسلّم ہے کہ وہ قصاص میں قتل کیا گیا تھا۔ مقیس کا قتل بھی شرعی قصاص تھا باقی جن لوگوں کی نسبت حکمِ قتل کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا کرتے تھے وہ روایتیں صرف ابن اسحاق تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں یعنی اصولِ حدیث کی رو سے وہ روایت منقطع ہے جو قابلِ اعتبار نہیں۔ سب سے زیادہ معتبر روایت جو اس بارے میں پیش کی جاسکتی ہے وہ ابوداؤد کی روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ چار شخصوں کو کہیں امن نہیں دیا جاسکتا۔ ابوداؤد نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند جیسی چاہیے مجھ کو نہیں ملی۔ ابوداؤد کی ان روایات کے متعلق دوسری کتب میں بھی لکھا ہے کہ وہ کمزور ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ بعض سردارانِ قریش جو مخالفینِ اسلام کے پیشرو تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سن کر مکہ سے بھاگ گئے لیکن یہ صرف ابن اسحاق کا قیاس ہے کہ وہ اس وجہ سے بھاگ گئے تھے کہ ان کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔

(ماخوذ از سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم از شبلی جلد اول صفحہ 350-351 مکتبہ اسلامیہ)

الغرض فتح مکہ کے وقت صرف چند ایک افراد کے قتل ہونے کا فیصلہ ہوا تھا اور وہ وہی تھے جن کے بارہ میں حکم وعدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ

’’صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لیے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا‘‘ یعنی وہ تین چار آدمی تھے ’’اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 287 بقیہ حاشیہ نمبر 11)

تو یہ ہے اس کی حقیقت۔ اس لیے یہ کہنا کہ اتنے آدمی جو قتل کیے گئے تھے وہ ہجو کرتے تھے۔ توہین رسالت تھی۔ یہ سب غلط باتیں ہیں۔ باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

دنیا کے حالات تو آپ لوگوں پر واضح ہیں۔ دعائیں کرتے رہیں۔ اس کے لیے پہلے بھی میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں، کہتا رہتا ہوں۔ ہنگامی حالات کے لیے جو بھی میں یاددہانی کرواتا رہتا تھا پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ ہنگامی حالات کے لیے لوگوں کو کچھ مہینوں کا راشن گھروں میں رکھنا چاہیے جو رکھ سکتے ہیں۔ اب تو بعض حکومتوں نے بھی اپنے لوگوں کو کہا ہے کہ تین مہینے کا راشن رکھیں۔ اللہ تعالیٰ بہرحال دنیا پر رحم کرے اور جنگ کے خطرناک، خوفناک حالات سے بچائے۔

اب میں کچھ مرحومین کا ذکر کروں گا۔ ان کا جنازہ نماز کے بعد پڑھاؤں گا۔

ان میں پہلی ہیں امۃ النصیر نگہت صاحبہ راجہ عبدالمالک صاحب کی اہلیہ ہیں۔ ان کی گذشتہ دنوں ستر سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نواسی تھیں۔ کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔ امریکہ میں بھی انہوں نے لمبا عرصہ گزارا ہے۔ وہاں دس سال کے قریب ان کو لجنہ کی بطور سیکرٹری مال اور سیکرٹری ضیافت خدمت کی توفیق ملی۔ ان کی بیٹی آمنہ کہتی ہیں کہ صدقہ دینے میں بہت باقاعدہ تھیں خاموشی سے دیا کرتی تھیں اور تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد یہ خاص طور پہ بکرا صدقہ دے کر غریبوں میں بانٹا کرتی تھیں۔ مالی مدد بھی کیا کرتی تھیں۔ گھر بھی بنا کے دیا غریبوں کو۔ کہتی ہیں ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اپنی چوڑیاں اتار کے اپنی خالہ کو دے رہی ہیں تو انہوں نے فوراً وہ سونے کی چوڑیاں ان کو غریبوں کو دینے کے لیے دے دیں۔ بہت مہمان نواز تھیں۔ مستحقین کی بھی بہت مدد کیا کرتی تھیں۔ بڑا ہمدردی کا جذبہ تھا۔ یہ کہتی ہیں کہ مزاحیہ طبیعت تھی اس لیے لوگ جانتے نہیں ہیں لیکن میں نے ان کو دیکھا ہے کہ راتوں میں شدت سے دعا کرتی تھیں کہ ہمارے گھر کا فرش بھی ہلنے لگ جاتا تھا اور مہمان نوازی تو خاص طور پہ ان کی صفت تھی۔ کہتی ہیں ہم نے ذکر الٰہی کا طریقہ امی سے سیکھا ہے۔ درود شریف ہر وقت پڑھتی تھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظموں کے شعر پڑھتی رہتی تھیں۔ ہم نے اتنی دفعہ سنے ہیں کہ ہمیں زبانی یاد ہو گئے ہیں۔ ہمسایوں، رشتہ داروں سے بڑا احسن سلوک کرنے والی تھیں۔ یہ ان کی بیٹی عائشہ نے لکھا ہے۔ ان کے بھانجے نے لکھا ہے کہ خاموشی سے مدد کیا کرتی تھیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کو بعض دفعہ کسی شخص کے بارے میں مدد کے لیے اطلاع کر دیتا تھا۔ ایک دفعہ خواب میں آپ کو بتایا گیا کہ ایک واقفِ زندگی کی بیٹی کی شادی ہے اس کی مدد کرو تو فوری طور پر اس کو ایک لاکھ روپیہ بھجوا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ جس کا ذکر ہے مکرم الحاج یعقوب احمد بن ابوبکر صاحب ہیں۔ یہ احمدیہ سینئر ہائی سکول کے سابق ہیڈ ماسٹر ہیں اور نیشنل سیکرٹری تبلیغ گھانا تھے۔ ایک حادثہ میں تریسٹھ سال کی عمر میں ان کی گذشتہ دنوں وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ منکسم (Mankessim) وہاں ایک شہر ہے وہاں جاتے ہوئے ایک ٹرالر سے ان کی گاڑی ٹکرا گئی اور وہاں دماغی چوٹ لگی اس کی وجہ سے یہ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ پسماندگان میں دو بیویاں، چار بچے، والدہ، ایک بہن اور ایک بھائی شامل ہیں۔

ابتدائی تعلیم کے بعد احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پونڈ میں داخلہ لیا اور وہاں سے فارغ ہو کر پھر وہ مختلف جگہوں پر جماعتی خدمت پر متعین ہوئے۔ پھر ان کو جماعت کی طرف سے ہی یونیورسٹی آف گھانا میں داخل کروایا گیا جہاں بزنس ایڈمنسٹریشن میں انہوں نے ڈگری لی اور وہاں سے ڈگری لینے کے بعد ان کو گورنمنٹ سروس کی آفر ہوئی لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ کیونکہ یہ واقف زندگی تھے اور وقف کی روح کے ساتھ انہوں نے ہمیشہ کام کیا ہے باوجود اس کے کہ حکومت کے سکول میں چلے گئے۔ حکومت ایڈ کرتی تھی لیکن سکول جماعت کا ہی تھا۔ بعد میں تعلیم حاصل کر کے وہاں ہیڈ ماسٹر لگ گئے۔ سلاگا (Salaga) اور کماسی (Kumasi) کے احمدیہ سکولوں میں یہ ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور وہاں کے لوگ انتظامیہ بھی اور حکومت کے افسران بھی اور طلبہ بھی ہمیشہ ان کو یاد رکھتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ نیشنل سیکرٹری تبلیغ تھے اور انصار اللہ میں قائد تربیت کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ علمی شخصیت تھے۔ ان کو تعلیم کے محکمے میں بعض جو بڑی کمیٹیاں ہوتی ہیں ان میں ان کے ممبر بننے کی توفیق ملی۔ CHASS کے پریذیڈنٹ تھے یعنی کانفرنس آف ہیڈز آف اسسٹڈ (Assisted) سیکنڈری سکول گھانا کے پریذیڈنٹ تھے۔ کونسل ممبر تھے نسٹ KNUST کے یعنی Kwame Nkrumah یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے کونسل ممبر تھے۔ بورڈ ممبر تھے جی ٹی ای سی (GTEC) گھانا ٹیریٹری (Tertiary) ایجوکیشن کمیشن کے۔ بورڈ ممبر تھے ڈبلیو اے ای سی (WAEC) یعنی ویسٹ افریقن ایگزامینیشن کونسل کے۔ سیکرٹری جنرل تھے اے سی پی (ACP) کے جو کہ افریقن کانفیڈریشن آف پرنسپلز ہے اس کے سیکرٹری جنرل تھے۔ ان کی وفات پر ساؤتھ افریقہ کی Eswatini پرنسپل ایسوسی ایشن (EPA) جو ہے انہوں نے گہرے دکھ کا اظہار کیا اور یہ لکھا کہ بڑے اصول پسند تھے اور ان کی قیادت بڑی اعلیٰ تھی۔

ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ میری کامیابیوں کا مرکز دین سے وابستگی اور خلافت احمدیہ سے تعلق ہے۔ ایک شفیق شوہر، باپ اور خاندان کے لیے ایمان، نظم و ضبط اور شفقت کی علامت تھے۔ رمضان میں کئی بار قرآن کریم کا دور مکمل کرتے تھے۔ گھر والوں کو ہمیشہ عبادت کی طرف توجہ دلاتے۔ ان کی طبیعت میں جہاں اعلیٰ رنگ کی قائدانہ صلاحیت تھی لیکن وہاں انکساری بھی ساتھ تھی اور بڑی دیانتداری سے خدمت کرتے تھے۔ ان کے بڑے بھائی نے احمدیت قبول کی تھی اس کے بعد ان کے خاندان میں احمدیت آئی۔ ان کے بھائی ابوبکر سعید لکھتے ہیں۔ ان کو ان کے والد نے مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پونڈ بھجوایا جہاں سے انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ پھر لوکل مشنری بنے۔ پھر آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے انہوں نے اپنی فیلڈ میں جو بھی جماعتی اور حکومتی طور پر اچھا مقام تھا وہ حاصل کیا۔

میرے ساتھ گھانا میں قیام کے دوران میں ان کا بہت قریبی تعلق تھا۔ بڑا دوستی کا تعلق تھا۔ بڑا پیار کا تعلق تھا اور جو بھی اہم کام ہوتے تھے اور ایسے کام جن میں اعتماد کی ضرورت ہو وہ میں انہی سے کروایا کرتا تھا۔ بڑی قابل اعتماد شخصیت تھے اور خلافت کے بعد تو ان کا مجھ سے ایسا تعلق تھا جو اعلیٰ اخلاص کے معیاروں کو چھو رہا تھا۔ جماعت اور خلافت کے لیے بڑی غیرت رکھنے والی شخصیت تھے۔

ان کی والدہ کہتی ہیں میرا بڑا فرمانبردار بیٹا تھا۔ بچپن سے ہی ہمیشہ میری دیکھ بھال کرتا اور حج کرنے کا اپنا ارادہ کیا لیکن اس سے پہلے اس نے کہا کہ آپ حج کریں اور والدہ کو پہلے حج کرایا پھر خود حج پہ گئے۔ کہتی ہیں کبھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔ اہلیہ کہتی ہیں کہ محبت کرنے والے اور ذمہ دار شوہر تھے۔ بچوں کے لیے شفیق باپ تھے اور ہمیشہ یہی تلقین کرتے تھے کہ جماعت کے لیے قربانیاں پیش کرنی چاہئیں۔

ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ ہمیشہ ہمارے ایمان اور احمدیت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔ انہوں نے مذہب سے وابستگی کی اہمیت سکھائی اور ہر قدم پر راہنمائی دی اور کہتے ہیں کہ ان کا ایمان ہمارے پورے خاندان کے لیے مشعل راہ ہے۔ نماز فجر، تہجد کے لیے بھی ہمیں اٹھاتے اور رمضان میں تو خاص طور پہ اس کا خیال رکھتے اور ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے۔ کہتے ہیں ان کا دل بڑا اور عاجزی سے بھرا ہوا تھا۔ ہر شخص سے عزت سے پیش آتے چاہے وہ ان کا ماتحت ہی کیوں نہ ہو۔ بڑے ہنس مکھ انسان تھے۔ ان کے بھائی سعید بن ابوبکر کہتے ہیں کہ والد کی وفات کے بعد انہوں نے میری سرپرستی کی اور ایک حقیقی والد کی طرح انہوں نے مجھے پالا، میرا خیال رکھا، میری تربیت کی۔ نمازوں کی طرف توجہ دلائی اور ہر طرح میری ضروریات کو پورا کیا۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان جیسا وفا شعار اور نیکیوں میں بڑھنے والا بنائے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲؍اگست ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۸)

☆......☆......☆

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ؕ﴿الزمر:۳﴾

یقیناً ہم نے تیری طرف (اس) کتاب کو حق کے ساتھ اتارا ہے۔

پس اللہ کی عبادت کر اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دن مدینہ تشریف لائے، آپؐ کی آمد کی وجہ سے اُس دن مدینہ کا گوشہ گوشہ روشن ہو گیا تھا اور جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے مدینہ کی ہر جگہ تاریک ہو گئی۔ (ترمذی باب فی وفات النبیؐ، بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 64)

طالب دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 28؍جون 2025ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 11 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1)	مکرمہ شمائلہ احمد صاحبہ بنت مکرم خلیق احمد صاحب شہید (کینیڈا) ہمراہ مکرم سعد احمد صاحب ابن مکرم محمد اسحاق صاحب (کینیڈا)
(2)	مکرمہ راحیلہ روحی جاوید صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) ہمراہ مکرم راہب رشید حارث چوہدری صاحب ابن مکرم قمر رشید چوہدری صاحب (ہالینڈ)
(3)	مکرمہ حافظہ نائلہ احمد مرزا صاحبہ بنت مکرم مرزا نوید احمد صاحب (کینیڈا) ہمراہ مکرم حمزہ مغفور احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم مسرور احمد صاحب (ایڈیشنل سیکرٹری مال جماعت یوکے)
(4)	مکرمہ ثمرہ ناصر صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم انور علی ناصر صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم سرمد احمد سندھو صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم سرور احمد سندھو صاحب (جرمنی)
(5)	مکرمہ حفصہ ورک صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم مسعود احمد ورک صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم فہد احمد سندھو صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم سرور احمد سندھو صاحب (جرمنی)
(6)	مکرمہ انیقہ قاضی صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم قاضی محمد اجمل صاحب مرحوم (جرمنی) ہمراہ مکرم فیضان اللہ خان صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم رانا احسان اللہ خان صاحب (یوکے)
(7)	مکرمہ امۃ الکافی صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم مبشر الحق صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم قویم احمد خان صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم ندیم احمد خان صاحب (جرمنی)
(8)	مکرمہ صبیحہ فاطمہ آفتاب صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم رفیق الدین امینی آفتاب صاحب مرحوم (یوکے) ہمراہ مکرم طالع محمد صاحب ابن مکرم محمد منور صاحب (یوکے)
(9)	مکرمہ مریم صدیقہ احمد صاحبہ بنت مکرم نصیر احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم جمال فاتح الدین اکبر صاحب ابن مکرم جلال الدین اکبر صاحب (یوکے)
(10)	مکرمہ صالحہ پرویز سندھو صاحبہ بنت مکرم پرویز احمد سندھو صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم سانول سردار صاحب ابن مکرم عرفان ناصر صاحب (یوکے)
(11)	مکرمہ ھیوی بامرنی صاحبہ بنت مکرم آزاد بامرنی صاحب (ہالینڈ) ہمراہ مکرم صہیب احمد اکمل صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم شعیب اکمل صاحب (ہالینڈ)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2025ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال تینوں ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مجلس انصار اللہ بھارت اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے قادیان دارالامان میں سالانہ مرکزی اجتماعات کے لئے مورخہ 24، 25، 26 اکتوبر 2025ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہِ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔ (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

ہو کہ خدا تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے۔ پھر ہر شخص کو چاہئے کہ وہ فرائض اور نوافل اس التزام اور باقاعدگی سے ادا کرے کہ اُس کی راتیں بھی دن بن جائیں۔ اسی طرح تہجد کی مناجات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ جب تک کوئی شخص اپنی نمازوں کی اس رنگ میں حفاظت نہیں کرتا اُس وقت تک اُسکا یہ اُمید کرنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے گا ایک وہم سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

پھر فرماتا ہے انسان کی روحانی ترقی کا ساتواں درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو ایسی جنت کا وارث کر دیتا ہے جو سب جنتوں کا مجموعہ ہے یعنی فردوس۔ فردوس کے معنے عربی زبان میں ایسے باغ کے ہوتے ہیں جو ہر قسم کے باغوں کا مجموعہ ہو۔ پس فردوس کا لفظ استعمال کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جس طرح یہ لوگ سب اعلیٰ درجہ کے رُوحانی خواص اپنے اندر جمع رکھتے ہیں اسی طرح ان کو مقام بھی وہ ملے گا جو تمام خوبیوں کا جامع ہوگا۔ اور هُمۡ فِيهَا خٰلِدُوۡنَ کہہ کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس طرح یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی حفاظت کیا کرتے تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بات کی نگرانی رکھے گا کہ وہ ان انعامات کے ہمیشہ وارث رہیں اور کبھی ان پر تنزل کی گھڑی نہ آئے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 136 تا 137، مطبوعہ قادیان 2010)

خطبہ جمعہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بہت بلند اور اعلیٰ اور ارفع ہے...
آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدود کے قیام کے لیے چٹان کی طرح مضبوط تھے اور کسی کی کوئی پروا نہیں کیا کرتے تھے۔
البتہ عفو اور رحمت کے وقت ریشم کی طرح نرم و ملائم تھے۔ انہیں کسی قسم کا کوئی قلق اور خلش نہیں ہوا کرتی تھی۔

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ بات بے حد تعریف کے لائق ہے کہ جس موقع پر ماضی کے مکہ کے مکینوں کے مظالم کی یاد آپ کو انتقام لینے پر اکسا سکتی تھی آپ نے اپنی فوج کو کسی بھی قسم کی خونریزی سے منع فرمایا اور عاجزی اور خدا تعالیٰ کے شکر کا ہر ممکن اظہار کیا۔ (آرتھر گلمے)

مکہ کی فتح کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے اپنے دعوے کی سچائی کو ثابت کر دیا۔
یہ فتح بغیر کسی قسم کی خونریزی کے حاصل ہوئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پُرامن پالیسی کامیاب رہی۔
چند ہی سالوں میں مکہ میں بت پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور عِکرمہ اور سُہیل جیسے سخت ترین مخالفین مخلص اور پُرجوش مسلمان بن گئے۔ (کیرن آرم سٹرانگ)

اگلے جمعہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہو رہا ہے۔ اس کے لیے بھی دعا کریں۔
اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے جلسے کو بابرکت فرمائے اور ہر پروگرام کو اپنے فضلوں سے نوازتا رہے

غزوۂ فتح مکّہ کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پُر معارف بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/ جولائی 2025ء بمطابق 18/ وفا 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

آج بھی فتح مکّہ کے واقعات کی مزید تفصیل بیان کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں قیام کی مدت کے بارے میں تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ تشریف لانے اور فتح مکہ کے بعد مکہ میں چند دن ٹھہرے تھے لیکن جو قیام ہے اس کی مدت میں اختلاف ہے۔ بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں انیس دن ٹھہرے۔ آپؐ دو رکعت نماز پڑھتے یعنی قصر کرتے تھے اور بعض روایات میں اٹھارہ یا سترہ اور پندرہ روز کا تذکرہ بھی ہے۔ علامہ ابن حجر نے انیس دن والی روایت کو راجح قرار دیا ہے کیونکہ اکثر روایات میں انیس دن کا ذکر ہے اور باقی روایات کو اس طرح سے جمع کیا گیا ہے کہ انیس دن والی روایت میں مکہ میں داخل ہونے اور روانہ ہونے کے دن بھی شامل ہیں اور جنہوں نے سترہ دن بیان کیے ہیں انہوں نے آمد و رفت کے دونوں دن شامل نہیں کیے۔ جن راویوں نے اٹھارہ دن کی روایت بیان کی ہے انہوں نے ان میں سے کوئی ایک دن شمار کیا ہے جبکہ پندرہ دن والی روایت کے راویوں نے سترہ دن والی روایت کو مدنظر رکھ کر لکھا ہے کہ یہ اصل ہے اور پھر اس میں سے داخلے اور کوچ کا دن نکال کر پندرہ دن کا ذکر کیا ہے۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 261 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فتح الباری جلد 2 صفحہ 715 قدیمی کتب خانہ کراچی)

بعض مستشرقین نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ پہ اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ولیم میور ایک بڑا مشہور مستشرق ہے۔ اس کا تعلق سکاٹ لینڈ سے تھا۔ فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے اس نے اپنی کتاب TheLife of Muhammad میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ماضی کے تمام پرانے قصوروں کو معاف کرنا یعنی لوگوں کے تمام قصوروں کو معاف کرنا اور ان کی تمام چھوٹی بڑی تکلیفوں کو فراموش کر دینا دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے فائدے کے لیے تھا۔ یہ لکھنے کے بعد مجبور ہے کہ بہرحال حقیقت کو تسلیم بھی کرے۔ کہتا ہے لیکن اس کے لیے ایک بڑے اور گداز دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا فائدہ گو آپ ہی کو پہنچا کہ آپ کے آبائی شہر کے سب لوگ آپ سے وابستہ ہونے لگے اور آپ کے مقصد کو پوری خوش دلی اور نمایاں عقیدت کے ساتھ اپنا لیا اور چند ہفتوں کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے دو ہزار افراد آپ کے پہلو میں کھڑے بڑی وفاداری کے ساتھ برسرپیکار ہیں۔

(The Life of Mahomet by Sir William Muir Pg 425-426 Chapter xxiv London Smith, Elder,&CO.15Waterloo Place1878)

اسی طرح William Montgomery Watt نے بھی لکھا ہے۔ یہ بھی ایک سکاٹش مستشرق گزرا ہے جس نے اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنی کتب میں بہت سخت باتیں کی ہیں لیکن اس کی ایک کتاب ہے Muhammad at Madina۔ اس میں لکھا ہے۔ مَیں اس کا ترجمہ پڑھتا ہوں۔ پہلے بھی میں نے ترجمہ ہی پڑھا تھا کہ مکہ کے رؤساء کو مسلمان ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا۔ یہ تسلیم کر رہا ہے۔ یہ رؤساء اور دیگر بہت سے دوسرے لوگ کفر پر ہی قائم رہے۔ سب سے بڑھ کر وہ مہارت جس کے ساتھ انہوں نے اپنی سربراہی میں موجود یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سربراہی میں موجود اتحاد کو سنبھالا اور تقریباً تمام افراد کو یہ احساس دلایا کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جا رہا ہے۔ اس چیز نے اسلامی معاشرے میں ہم آہنگی، اطمینان اور جوش کے جذبات کو نمایاں کر دیا جو دوسری جگہ پر موجود بے چینی کے برعکس تھا۔ یہ بات یقیناً بہت لوگوں پر واضح ہوئی ہوگی اور اس نے انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ کیا ہوگا۔ اس سب میں ایک بات ضرور متاثر کن ہے اور وہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مقصد، اپنی بصیرت اور اپنی دور اندیش حکمت پر ایمان۔ جب ان کی جماعت ابھی چھوٹی تھی اور اپنے تمام وسائل دشمنوں سے بچنے کے لیے صرف کر رہی تھی تو انہوں نے ایک متحدہ عرب کے تصور کو جنم دیا تھا جو بیرونی سمت میں ترقی کرے گا اور جس میں مکہ کے لوگ اپنے پرانے تجارتی کردار سے بھی اہم نیا کردار ادا کریں گے اور اب تقریباً تمام لوگ حتیٰ کہ سب سے بڑے بھی اس کے سامنے سر تسلیم خم کر چکے تھے۔ خاطر خواہ مشکلات کے باوجود اکثر تنگ حالات میں مگر تقریباً ہمیشہ مکمل اعتماد کے ساتھ وہ اپنے مقصد کی جانب بڑھتے گئے۔ اگر ہمیں ان تاریخی واقعات کی حقیقت پر یقین نہ ہوتا تو کم ہی کوئی یہ مانتا کہ ایک حقیر سمجھا جانے والا مکہ کا نبی اپنے شہر میں فاتح کے طور پر واپس آ سکتا ہے۔

(Muhammad at Medina by W.Montgomery Watt Chapter The Winning of the Meccans Pg67-68,،70Ameena Saiyid,Oxford University Press Karachi 2006)

پھر ایک مستشرق ہے Arthur Gilman۔ یہ بھی ایک مشہور مستشرق گزرا ہے۔ اس کا تعلق امریکہ سے تھا۔ فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے اس نے اپنی کتاب The Saracenes میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام معافی، اسوۂ حسنہ اور رواداری کو مثالی کردار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسی اونٹ پر بیٹھے جس نے بڑی ہی وفاداری کے ساتھ کئی دوسرے مواقع پر بھی آپ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا اور آپ سوار ہو کر شہر میں داخل ہوئے تو شکر کے جذبات سے آپ کا دل بھر آیا کیونکہ آپ نے سڑکوں کو خالی دیکھا اور یہ جان لیا کہ آپ کا استقبال امن سے ہوگا۔ آپ کی یہ بات بے حد تعریف کے لائق ہے کہ جس موقع پر ماضی کے مکہ کے مکینوں کے مظالم کی یاد آپ کو انتقام لینے پر اکسا سکتی تھی وہاں آپ نے اپنی فوج کو کسی بھی قسم کی خونریزی سے منع فرمایا اور عاجزی اور خدا تعالیٰ کے شکر کا ہر ممکن اظہار کیا۔ یہ بات درست ہے، یہ لکھتا ہے وہ جیسا کہ پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ کا واقعہ بیان ہو چکا ہے۔ کہتا ہے یہ بات درست ہے کہ ایک جگہ خالد نے طاقت کا مقابلہ طاقت سے کیا لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو سخت ناپسند کیا۔ یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پہلا کام کیا وہ کعبہ کو بتوں سے

پاک کرنا تھا اور اس کے بعد آپ نے اپنے مؤذن کو حکم دیا کہ کعبہ کی بلندی سے نماز کے لیے صدا بلند کرو اور ایک منادی کرنے والے کو بھیجا کہ ہر شخص اپنے پاس پڑے ہوئے بت توڑ ڈالے۔ پھر لکھتا ہے کہ دس یا بارہ لوگ جنہوں نے پہلے مختلف مواقع پر نہایت وحشیانہ رویے کا مظاہرہ کیا تھا ان کو سزا دینے کا حکم ہوا اور ان میں سے چار لوگوں کو قتل کی سزا دی گئی لیکن اس رویے کو دیگر فاتحین کے رویے کے مقابلے پر ہمیں بہت ہی زیادہ انسانیت سے پُر قرار دینا چاہیے۔ لکھتا ہے کہ صلیبیوں کے مظالم کے مقابلے میں جنہوں نے 1099ء میں ستر ہزار مسلمان مردوں، عورتوں اور بے یار و مددگار بچوں کو اس وقت موت کے گھاٹ اتار دیا جب یروشلم ان کے قبضہ میں آیا یا انگریز فوج کی درشتی کے مقابلے میں کہ وہ بھی صلیب کے سائے میں ہی لڑے تھے جنہوں نے 1874ء کے یادگار سال میں، جنگ کے دوران افریقہ میں گولڈ کوسٹ پر موجود (یہ گھانا کا پرانا نام ہے۔) ایک دارالحکومت جلا ڈالا تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح حقیقت میں مذہب کی فتح تھی نہ کہ سیاست کی۔ آپ نے ہر طرح کی ذاتی تکریم کی باتوں کو ردّ کر دیا اور شاہانہ تسلط کے تمام طریقوں سے گریز کیا اور جب مکہ کے تمام متکبر سردار آپ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم میرے ہاتھوں سے آج کس چیز کی امید رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا اے ہمارے سخی بھائی! رحم کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تو پھر ایسا ہی ہو۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

(The Saracenes by Arthur Gilman,Fourth Edition,T.Fisher Unwain,London,1887,Pg.184,185)

پھر ایک مستشرق ہے Ruth Cranston اس کا تعلق بھی امریکہ سے تھا۔ فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ عورت ہے یہ اپنی کتاب World Faith میں لکھتی ہے کہ سال 630ء کے آغاز میں ایک دن وہ شخص جسے صرف دس سال پہلے اس شہر سے پتھر مار کر نکال دیا گیا تھا اور جسے مذاق کا نشانہ بنایا گیا تھا اب اپنے دس ہزار تجربہ کار سپاہیوں کے ساتھ مکہ شہر میں داخل ہوا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ کسی کو قتل نہ کیا جائے۔ شہریوں کے ساتھ مہربانی کا سلوک کیا جائے لیکن مکہ والوں کے تمام وعدوں اور یقین دہانیوں کے باوجود ان کے سپاہیوں پر حملہ کیا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سپہ سالار خالد جو اب ان کی افواج کے کمانڈر تھے کو سخت جوابی کارروائی سے روکنے میں مشکل پیش آئی۔

بہرحال اس نے اس بات میں یہ تو مبالغہ کر دیا ہے۔ کوئی یقین دہانیاں نہیں تھیں۔ وہاں حملہ پہلے انہوں نے، مکہ والوں نے کیا تھا۔ بہرحال جو تعصب ہے وہ تو کہیں نہ کہیں ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ پھر لکھتی ہے کہ دو مسلمان اور اٹھائیس مکہ والے مارے گئے۔ ایسے وقت اور ایسے موقع پر اگر کوئی اور راہنما کمان میں ہوتا تو تصور کریں کتنا قتل و غارت ہوتا۔ یہاں پھر حقیقت بیان کرنے پر مجبور ہے۔ جب مسلمان فوج نے شہر پر قابو پا لیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لباس تبدیل کر کے سفید احرام پہن لیا۔ آپ نے حج کے مقررہ مناسک ادا کیے۔ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا۔ پھر آپؐ نے اپنے باقی بچ جانے والے ساتھیوں کو بلایا۔ وہ ساتھی جنہوں نے بار بار اپنی جان خطرے میں ڈال کر آپ کے مقصد کے لیے قربانیاں دی تھیں کہ وہ اس عظیم دن اور آپ کی زندگی کے سب سے اہم موقع پر آپ کے ساتھ کھڑے ہوں۔ ایک ایک کر کے تین سو ساٹھ پتھر کے بتوں بشمول ہبل کے ہر بت کو کعبہ سے نکالا گیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ ہر بت کو توڑتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے فرما رہے تھے۔ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔

(World Faith By Ruth Cranston page216-217 Skeffington Stratford Place London1953)

Karen Armstrong یہ بھی ایک اچھی مستشرق ہیں اور عموماً بڑے انصاف سے لکھنے والی ہیں۔ 1944ء میں پیدا ہوئی تھیں۔ انگلستان کی ایک معروف سکالر اور مصنفہ ہیں جو موازنہ مذاہب کے متعلق اپنی تحریرات کے باعث شہرت بھی رکھتی ہیں۔ اس نے اپنی کتاب Muhammad A Biography of the Prophet میں فتح مکہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خونریز انتقام لینے کی کوئی خواہش نہیں تھی۔ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اور نہ ہی ایسا لگتا ہے کہ کسی پر کوئی دباؤ ڈالا گیا ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مجبور کرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ ان کے درمیان صلح اور مصالحت قائم کرنا چاہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اس لیے نہیں آئے تھے کہ قریش کو ظلم و ستم کا نشانہ بنائیں بلکہ اس لیے آئے تھے کہ اس مذہب کو ختم کر دیں جو ان کے لیے ناکام ثابت ہوا تھا۔ مکہ کی فتح کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے اپنے دعوے کی سچائی کو ثابت کر دیا۔ یہ فتح بغیر کسی قسم کی خونریزی کے حاصل ہوئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پر امن پالیسی کامیاب رہی۔ چند ہی سالوں میں مکہ میں بت پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور عِکرمہ اور سُہیل جیسے سخت ترین مخالفین مخلص اور پُرجوش مسلمان بن گئے۔

(Muhammad A Biography of the Prophet by Karen Armstrong,page243and245,Book Readers international Quetta)

بہرحال ان میں سے بعض مستشرقین ایسے ہیں جنہوں نے باوجود شدید مخالف ہونے کے یہ حق بیان کیا ہے اور اس پر وہ بیچارے مجبور تھے۔ کچھ کر نہیں سکتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿الزمر:۲﴾

اس کامل کتاب کا نزول کامل غلبہ والے (اور) بہت حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

طالب دعا : بی.ایم.خلیل احمد ولد مکرم بی.ایم.بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

فتح مکّہ کے حوالے سے کچھ مزید واقعات بھی ہیں۔ ان میں ایک عبداللہ بن سعد بن ابی سَرح کی توبہ کا واقعہ ہے۔ لکھا ہے کہ اس نے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور کاتب وحی بھی تھا۔ پھر مرتد ہو کر واپس چلا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کو بھی قتل کی سزا دی گئی تھی۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہاں چھپ گیا۔ یہ ان کا رضاعی بھائی تھا۔ حضرت عثمانؓ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے اور عرض کی: یا رسول اللہ! عبداللہ کی بیعت قبول فرمائیں۔ آپؐ نے دیر تک خاموشی اختیار فرمائی اور پھر اس کی بیعت لے لی۔ جب عبداللہ بن ابی سَرح واپس چلا گیا تو لکھنے والے راوی یہاں لکھتے ہیں کہ آپ نے صحابہؓ سے فرمایا۔ میں اس لیے کچھ دیر تک خاموش رہا کہ تم میں سے کوئی اٹھے اور اس کو جلدی سے قتل کر دے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں اشارہ کیوں نہ کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی قتل کے لیے اشارے نہیں کیا کرتا۔ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ آنکھوں کی خیانت کا مرتکب ہو۔ (سیرت ابن اسحاق، صفحہ 529-530 دار الکتب العلمیة بیروت)

(سیرت ابن ہشام صفحہ 742 دار الکتب العلمیة بیروت) (الاکتفاء جلد 2 صفحہ 225 عالم الکتب بیروت)

بہرحال یہ روایت اور اس طرح کی ملتی جلتی روایتیں کیونکہ بعض تاریخ کی کتب میں موجود ہیں اس لیے بیان بھی کر رہا ہوں لیکن ہیں یہ سب مشکوک اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ تھا اور جو تحمل تھا وہ ثابت کرتا ہے کہ یہ سب روایات بعد میں گھڑ لی گئی ہیں۔

بہرحال حدیث کی ایک کتاب سنن نسائی میں یہ روایت اس طرح ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر عبداللہ بن سعد حضرت عثمانؓ کے گھر چھپ گیا۔ پھر جب عام بیعت کا اعلان ہوا تو حضرت عثمان عبداللہ کو لے کر آئے اور عرض کیا کہ عبداللہ کی بیعت قبول فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا اور تین مرتبہ ایسا کیا اور انکار فرما دیا اور تین مرتبہ ایسا کرنے کے بعد اس کی بیعت لی اور اس کے بعد صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم میں سے کوئی دانا آدمی نہ تھا کہ جب مجھے دیکھا کہ میں بیعت نہیں لے رہا تو اٹھ کر اس کو قتل کر دیتا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں کیسے علم ہوتا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ کیوں نہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نبی کے شایان شان نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرے۔ (نسائی، کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد، حدیث 4067) یہ نسائی کی روایت ہے لیکن اس میں بھی ضروری نہیں ہے کہ اس کو صحیح یقین کیا جائے۔

یہ روایت سنن ابوداؤد میں بھی ہے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد حدیث 4359) البتہ سنن ابوداؤد میں اس کے علاوہ ایک دوسری روایت بھی موجود ہے لیکن اس روایت میں قتل وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ اس روایت میں بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ اسے شیطان نے بہکا دیا۔ وہ کفار سے مل گیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس کے لیے پناہ طلب کی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پناہ دے دی۔ (سنن ابوداؤد کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد حدیث 4358)

یہاں عبداللہ بن سعد کے متعلق اس طرح کی روایات کی بابت واضح ہونا چاہیے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا ہے کہ یہ روایت حدیث کی جن کتب میں آئی ہے اس کی سند کی بابت جرح کی گئی ہے کہ یہ سند کے اعتبار سے کمزور ہے۔ یہ کہنا کہ اشارہ کیوں نہیں کیا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں چپ رہا۔ جبکہ آپ بادشاہ تھے اور واضح طور پہ کہہ سکتے تھے۔ بہرحال دوسری اہم بات یہ قابل غور ہے کہ اسلام میں ارتداد کی کوئی سزا نہیں ہے۔ اس لیے عبداللہ بن سعد کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا اس لیے اس کے قتل کی سزا سنائی گئی۔ یہ درست نہیں ہو سکتا۔

اور علاوہ ازیں یہ بھی قابل غور ہے کہ اس واقعہ کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بھی منافی نظر آتی ہے جیسا کہ پہلے میں کہہ چکا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دن اللہ تعالیٰ کی صفت غفار اور ستار اور رحیم و کریم کے مظہر اتم نظر آتے تھے۔ کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس نے معافی مانگی ہو اور آپ نے معاف نہ فرمایا ہو اگرچہ اس کے قتل کا حکم ہی کیوں نہ صادر کیا گیا ہو۔ پھر یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی موجود نہیں ہے۔ مزید برآں یہ روایت درایت کے بھی خلاف نظر آتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک فاتح سربراہ کی حیثیت بھی رکھتے تھے۔ اگر کسی کے قتل کا حکم ضروری تھا تو کسی سے ڈرنے کی ضرورت کیا تھی۔ اشارے یا کنائے کی کیا ضرورت تھی۔ جب حضرت عثمانؓ عبداللہ کو لے کر آئے تو آپؐ صاف فرما دیتے کہ نہیں اس کے جرائم ایسے ہیں کہ اس کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ انہی دنوں میں بنو مخزوم کی ایک عورت کی چوری کا مقدمہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ اس کی سفارشیں بھی بہت بڑی بڑی کروائی گئی تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ نے سفارش کی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح ان تمام سفارشات کو ردّ فرماتے ہوئے ہاتھ کاٹنے کی سزا برقرار رکھی۔ تو اگر عبداللہ بن سعد کا جرم اتنا سنگین تھا تو واضح فرما دیا جاتا کہ اس کی معافی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اس کی بجائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسا فعل منسوب کرنا جو

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھ پر توکّل کرتا ہوں، تیری طرف جھکتا ہوں، تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں، اَے میرے اللہ! میں تیری عزّت کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، تُو مجھے گمراہی سے بچا، تُو زندہ ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں، جِنّ و انس سب کیلئے فنا مقدّر ہے۔ (مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شر ما عمل)

طالب دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

عام اخلاقی آداب اور روایات کے بھی منافی ہو وہ ناقابل قبول ہے۔ یعنی جب وہ بیعت کرنے کے لیے آ گیا تو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے کہ اس اثناء میں جلدی سے کوئی اس کو قتل کر دے اور جب صحابہؓ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے گویا ان سے باز پرس کی کہ کیوں قتل نہ کیا اور جب صحابہ نے کہا کہ آپ آنکھ سے اشارہ کر دیتے تو یہ فرمایا کہ نبی کی آنکھ خیانت نہیں کرتی۔ اس لیے آنکھ سے اشارہ نہیں کیا۔ نعوذ باللہ۔ نعوذ باللہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دل میں تو یہی خواہش تھی۔ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تو یہی خواہش تھی کہ کاش کوئی قتل کر دے لیکن اشارہ نہیں کیا۔ اس روایت کی بناوٹ ہی اس واقعہ کو ردّ کرتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بہت بلند اور اعلیٰ اور ارفع ہے کہ آپ کی طرف ایسی بات منسوب کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدود کے قیام کے لیے چٹان کی طرح مضبوط تھے اور کسی کی کوئی پروا نہیں کیا کرتے تھے۔ البتہ عفو اور رحمت کے وقت ریشم کی طرح نرم و ملائم تھے۔ انہیں کسی قسم کا کوئی قلق اور خلش نہیں ہوا کرتی تھی اس لیے عبداللہ بن سعد کی بیعت کے حوالے سے اس طرح کی روایات محل نظر ہیں اور بعض مؤرخین اور سیرت نگاروں نے بھی ان کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ المؤمنین کی آیت نمبر پندرہ کی تفسیر کرتے ہوئے اس واقعہ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں کہ ”اس آیت کے ساتھ ایک تاریخی واقعہ بھی وابستہ ہے جس کا یہاں بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔“ لکھتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتب وحی تھا جس کا نام عبداللہ بن ابی سَرَح تھا۔ آپ پر جب کوئی وحی نازل ہوتی تو اسے بلوا کر لکھوا دیتے۔ ایک دن آپ یہی آیتیں اسے لکھوا رہے تھے۔ جب آپ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پر پہنچے تو اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وحی ہے اس کو لکھ لو۔ اس بدبخت کو یہ خیال نہ آیا کہ پچھلی آیتوں کے نتیجہ میں یہ آیت طبعی طور پر آپ ہی بن جاتی ہے۔ اس نے سمجھا کہ جس طرح میرے منہ سے یہ آیت نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وحی قرار دے دیا ہے اسی طرح آپ نعوذ باللہ خود سارا قرآن بنا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ مرتد ہو گیا اور مکہ چلا گیا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر جن لوگوں کو قتل کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا ان میں ایک عبداللہ بن ابی سرح بھی تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے پناہ دے دی اور وہ آپ کے گھر میں تین دن چھپا رہا۔ ایک دن جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن ابی سرح کو بھی آپ کی خدمت میں لے گئے اور اس کی بیعت قبول کرنے کی درخواست کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو کچھ دیر تامل فرمایا مگر پھر آپ نے اس کی بیعت لے لی۔ اور اس طرح دوبارہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 139- ایڈیشن 2004ء)

عبداللہ بن ابی سَرَح کے متعلق آتا ہے کہ یہ بعد میں نمایاں اسلامی خدمات سرانجام دینے والے صحابہ میں شمار ہوئے۔ مصر کے گورنر بھی رہے۔ افریقہ کے ایک علاقے کو فتح کرنے والے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ فتنوں سے الگ تھلگ ہو گئے حالانکہ یہ ان کے رضاعی بھائی تھے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ ان کا آخری عمل نماز ہو۔ چنانچہ ایک دن صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز مکمل کرتے ہوئے دائیں جانب سلام کہا اور بائیں جانب سلام کہنے ہی لگے تھے کہ ان کی وفات ہو گئی۔ چھتیس یا سینتیس ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 260-261 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر عِکرمہ بن ابی جہل کے قبول اسلام کا ذکر ہے۔ عکرمہ بن ابوجہل ان لوگوں میں سے تھا جن کے قتل کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا ہوا تھا۔ عکرمہ اور اس کا باپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتا تھا اور وہ مسلمانوں پر بہت زیادہ سختی کرتا تھا۔ جب اسے علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون بہانے کا حکم دیا ہے تو وہ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ باوجود اس کے کہ اسلام دشمنی میں اس نے اپنے باپ ابوجہل کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا اور ممکن ہے کہ اس کے قتل کا حکم دیا گیا ہو البتہ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ مکہ کے وہ رئیس اور سردار جو اسلام کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہے تھے اور آئے دن اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منصوبے بناتے رہتے تھے فتح مکہ کے بعد انہوں نے خود ہی یہ سوچ لیا ہو کہ ان کے اعمال ایسے ہیں کہ کسی صورت میں ان کی معافی ممکن نہیں ہو سکتی اور ہو نہ ہو ان کو قتل ہی کیا جائے گا تو وہ یہ سوچ کر خود وہاں سے بھاگ گئے اور دراصل انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حد درجہ کی رحمت اور عفو اور درگذر کی توقع ہی نہ تھی اور نہ ہی اندازہ تھا۔ اس لیے انہوں نے مناسب سمجھا کہ جان بچا کر بھاگ جانا ہی بہتر ہے۔ لیکن جوں جوں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حد سے بڑھے ہوئے عفو و درگزر کا پتہ چلتا گیا تو وہ مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس کھچے چلے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے۔ بہرحال عکرمہ ان سرکردہ مخالفین میں سے ایک تھے کہ جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر بھی اسلامی لشکر کی بھرپور مزاحمت کی۔ اپنے ساتھ ایک جتھہ اکٹھا کیا جس میں مکہ کے بہادر نوجوان شامل تھے جن میں سہیل بن عمرو، صفوان بن امیہ وغیرہ شامل تھے اور تلواریں نکال لیں کہ ہم مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے دستہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن اپنے بیس سے زائد جوانوں کے قتل ہونے کے بعد یہ سب لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور سُہَیل اور صَفْوَان اور عِکْرِمہ تینوں مکہ سے ہی بھاگ گئے۔ تاریخی روایت کے مطابق عکرمہ نے سمندری راستے سے یمن جانے کا فیصلہ کیا۔ اس کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام جو قریشی سردار کی بیٹی تھی اس نے ہند بنت عتبہ اور مکہ کی دیگر معزز عورتوں کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر اکٹھے بیعت کی تھی۔ اس کو جب اپنے شوہر عکرمہ کا قتل کے ڈر سے یمن کی طرف فرار ہونے کا علم ہوا تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ عکرمہ کو خدشہ ہے کہ آپ اس کو قتل کروا دیں گے آپ اس کو امان دے دیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ امان میں ہے۔ وہ اپنے غلام کو لے کر جدہ کی طرف روانہ ہوئی اور اس نے عکرمہ کو سمندر کے ساحل پر پایا جب وہ کشتی پر سوار ہونے کا ارادہ کر رہا تھا۔ ایک قول کے مطابق اس نے عکرمہ کو تب پایا جبکہ وہ کشتی میں سوار ہو چکا تھا۔ اس نے عکرمہ کو یہ کہتے ہوئے روکا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! مَیں تمہارے پاس اس انسان کی طرف سے آئی ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ جوڑنے والا اور لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور لوگوں میں سب سے زیادہ خیر خواہ ہے۔ تُو اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈال کیونکہ میں تمہارے لیے امان طلب کر چکی ہوں۔ اس پر وہ اپنی بیوی کے ساتھ آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور اس کا اسلام بہت خوبصورت رہا۔

روایت میں آتا ہے کہ جب عکرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے یعنی کفر کی حالت میں ہی مکہ میں رہنے کی اجازت دی ہے۔ یہ نہیں کہ مسلمان ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا تُو نے سچ کہا ہے۔ یقیناً تُو امن میں ہے۔ اس پر عکرمہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور اس نے اپنا سر شرم سے جھکا لیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے عکرمہ! آج تُو مجھ سے جو بھی چیز مانگے گا اگر میں اس کی طاقت رکھتا ہوں گا تو ضرور تجھے دوں گا۔ عکرمہ نے عرض کیا کہ میری ہر اس عداوت کے لیے بخشش کی دعا کر دیں جو میں نے آپ سے روا رکھی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! عکرمہ کی ہر وہ عداوت اس کو بخش دے جو اس نے مجھ سے روا رکھی یا ہر وہ بری بات بخش دے جو اس نے کی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی سے سرشار ہو کے اپنی چادر اس پر ڈال دی اور فرمایا خوش آمدید اس شخص کو جو ایمان لانے کی حالت میں اور ہجرت کرنے کی حالت میں ہمارے پاس آیا۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 132 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 227-228 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فتح الباری جلد 8 صفحہ 13 قدیمی کتب خانہ کراچی)

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 67 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فتح مکہ باشمیل 307، 327، 328 نفیس اکیڈمی کراچی)

عکرمہ کے ایمان لانے سے ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر بھی ملتا ہے جس کا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ ”عکرمہ کے ایمان لانے سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو سالہا سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے بیان فرمائی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں جنت میں ہوں۔ وہاں میں نے انگور کا ایک خوشہ دیکھا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کے لیے ہے؟ تو کسی جواب دینے والے نے کہا ابوجہل کے لیے۔ یہ بات مجھے عجیب معلوم ہوئی اور میں نے کہا جنت میں تو سوائے مؤمن کے اور کوئی داخل نہیں ہوتا۔ پھر جنت میں ابوجہل کے لیے انگور کیسے مہیا کیے گئے ہیں؟ جب عکرمہ ایمان لایا تو آپ نے فرمایا وہ خوشہ عکرمہ کا تھا۔ خدا نے بیٹے کی جگہ باپ کا نام ظاہر کیا جیسا کہ خوابوں میں اکثر ہو جایا کرتا ہے۔“ (دیباچہ تفسیر القرآن۔ انوار العلوم جلد 20 صفحہ 350)

پھر هَبَّارُ بن اَسْوَد کا بھاگ جانا اور پھر اسلام قبول کرنا اس بارے میں لکھا ہے کہ جاہلیت میں یہ بڑا فصیح اللسان تھا اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف متحد کیا کرتا تھا۔ نیز بڑا بدخلق شخص تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اس وقت وہ حاملہ تھیں۔ هَبَّارُ بن اَسْوَد نے اونٹ کو بدکایا جس سے آپ اونٹ سے نیچے گر گئیں۔ اس کی وجہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا اور اسی وجہ سے وہ آخری وقت تک بیمار رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا کہ جہاں بھی نظر آئے اس کو قتل کر دیا جائے۔ فتح مکہ کے وقت یہ اسی ڈر سے مکہ سے بھاگ گیا اور جنگلوں میں چھپتا چھپاتا رہا۔ فتح مکہ کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لے گئے تو پھر یہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو صحابہ نے اس کو دیکھ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے کہ هَبَّارُ آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے دیکھ لیا ہے۔ اس کو کچھ نہ کہا جائے۔ هَبَّارُ نے قریب آ کر کہا یا رسول اللہؐ! آپ پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ سے بھاگ کر تمام علاقے میں پھرا ہوں اور میں نے عجمیوں سے بھی ملنا چاہا۔ پھر میں نے آپ کے فضل و کرم اور نیکی اور درگزر کو یاد کیا جو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یہ جورات دن مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کہنے کے واسطے تائید اور تاکید ہے
اس کی وجہ یہی ہے کہ بغیر اس کے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہو سکتی۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 354، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب آدمی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہو کر انسان صرف اللہ کو دیکھتا ہے اور اسکے سوائے سب اسکی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں پس وہ شجاعت اور بہادری کیساتھ کام کرتا ہے اور کوئی ڈرانے والا اسکو ڈرا نہیں سکتا۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 354، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

آپ زیادتی کرنے والوں سے روا رکھتے ہیں۔ یا رسول اللہؐ! ہم مشرک تھے۔ اللہ نے آپ کے ذریعہ ہمیں ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ میری زیادتیوں اور ان تکالیف کو معاف فرما دیجئے جو میری طرف سے آپ کو پہنچتی رہی ہیں۔ میں اپنے برے سلوک اور گناہوں کا معترف ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا رہا۔ آپ ھَبَّارْ کی معذرت پر حیا کے باعث سر جھکائے بیٹھے رہے اور فرمایا میں نے تجھے معاف کیا۔ اسلام ماقبل کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (کتاب المغازی از واقدی جلد 2 صفحہ 282 دار الکتب العلمیۃ بیروت)
(فتح مکہ از محمد باشمیل صفحہ 331 تا 333 نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے کہ وہ لوگ جن کے قتل کا حکم دیا گیا تھا ان میں وہ شخص بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینبؓ کی ہلاکت کا موجب ہوا تھا۔ اس شخص کا نام ھَبَّارْ تھا۔ اس نے حضرت زینبؓ کے اونٹ کا تنگ جو زِین کے کسنے کا جو چوڑا تسمہ ہوتا ہے وہ کاٹ دیا تھا اور حضرت زینبؓ اونٹ سے نیچے جا پڑی تھیں جس کی وجہ سے ان کا حمل ضائع ہو گیا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ فوت ہو گئیں۔ علاوہ اور جرائم کے یہ جرم بھی اس کو قتل کا مستحق بناتا تھا۔ یہ شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا اے اللہ کے نبی! میں آپ سے بھاگ کر ایران کی طرف چلا گیا تھا۔ پھر میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعہ سے ہمارے شرک کے خیالات کو دور کیا ہے اور ہمیں روحانی ہلاکت سے بچایا ہے۔ میں غیر لوگوں میں جانے کی بجائے کیوں نہ اس کے پاس جاؤں اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اس سے معافی مانگوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ ھَبَّارْ! جب خدا نے تمہارے دل میں اسلام کی محبت پیدا کر دی ہے تو میں تمہارے گناہوں کو کیوں نہ معاف کروں۔ جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔ اسلام نے تمہارے سب پہلے قصور مٹا دیئے ہیں۔ (دیباچہ تفسیر القرآن۔ انوار العلوم جلد 20 صفحہ 350-351)(فیروز اللغات اردو صفحہ 385 فیروز سنز)

اس کو تو بخش دیا لیکن عبداللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہ اشارہ کیا؟ ضرورت نہیں تھی بہر حال۔

پھر کعب بن زُھَیر بن ابی سُلمیٰ ہیں۔ یہ بھی ایک شخص تھا۔ سات ہجری میں کعب اور اس کا بھائی بُجَیْر یہ دونوں اَبْرَق مقام پر آئے جو بصرہ سے مدینہ کے راستہ پر بنو اسد کا ایک کنواں تھا۔ بُجَیْر یہاں سے مدینہ گیا اور وہاں جا کر اسلام قبول کر لیا جس پر کعب بہت ناراض ہوا اور ہجویہ اشعار لکھے۔ اگرچہ عام روایات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہجویہ اشعار کی وجہ سے کعب کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا مگر بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل بات صرف اتنی ہی نہ تھی بلکہ کعب اور بُجَیْر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے یا قتل کرنے کی کوئی سازش کی تھی اور اسی مقصد کے تحت کعب مدینہ سے دور ٹھہر گیا اور بھائی کو مدینہ بھیجا لیکن بُجَیْر نے اسلام قبول کر لیا۔

جب کعب کو بھائی کے اسلام کی خبر ہوئی تو وہ سخت ناراض ہوا اور اس کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے لوٹ رہے تھے تو بُجَیْر نے اپنے بھائی کعب بن زُھَیر کو خط لکھا کہ وہ بھی توبہ کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے قصور کی معافی مانگ لے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شخص کو معاف فرما دیتے ہیں جو توبہ کرتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہو جاتا ہے۔ آخر کعب کو اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ چنانچہ کعب نے ایک قصیدہ لکھا۔ اس قصیدے کا پہلا مصرع یہ ہے۔

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِی الْیَوْمَ مَتْبُوْلُ

سُعَاد مجھ سے جدا ہو گئی اور شدت غم سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ اس کے بعد کعب بن زُھَیر روانہ ہوئے اور مدینہ پہنچ کر اپنے ایک جاننے والے کے ہاں ٹھہرے۔ اگلے روز وہ شخص کعب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کعب سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کھڑے ہو کر آپ سے امان طلب کرو۔ وہ کھڑے ہوئے اور آپ کے سامنے بیٹھ کر اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاس موجود صحابہ میں سے کسی نے کعب بن زُھَیر کو نہیں پہچانا۔ کعب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کعب بن زُھَیر آپ کے پاس اپنی جان کی امان پانے اور توبہ کر کے مسلمان ہونے کے لیے آنا چاہتا ہے۔ اگر میں اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آؤں تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی توبہ قبول فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تب کعب نے عرض کیا کہ میں ہی کعب بن زُھَیر ہوں۔ یہ سنتے ہی ایک انصاری مسلمان کھڑا ہو کر کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس خدا کے دشمن کو میرے حوالے فرمائیے تا کہ میں اس کی گردن مار دوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے جانے دو۔ یہ شخص توبہ کرنے اور ندامت کے اظہار کے لیے آیا ہے۔ جب کعب نے قصیدہ بَانَتْ سُعَادُ پڑھا اور اس میں اس شعر پر پہنچے۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ
مُھَنَّدٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا نور ہیں جس سے حق کی روشنی حاصل کی جاتی ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک سونتی ہوئی برہنہ ہندی تلوار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر حضرت کعب پر ڈال دی جو اس وقت آپ کے جسم مبارک پر تھی۔ اس چادر کی وجہ سے ہی یہ قصیدہ، قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہو گیا یعنی چادر والا قصیدہ۔ بردہ کے معنی چادر کے ہیں۔ اس کو قصیدہ بَانَتْ سُعَادُ بھی کہا جاتا ہے اور قصیدہ بُردہ بھی۔ بعد میں حضرت امیر معاویہ نے ایک بڑی رقم کے عوض حضرت کعب سے یہ چادر خریدنے کی کوشش کی مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس متبرک کپڑے کو جدا نہیں کروں گا۔ مگر پھر جب حضرت کعب کا انتقال ہو گیا تو حضرت امیر معاویہ نے کعب کے وارثوں سے یہ چادر خرید لی۔ اس کے بعد یہ چادر بنو امیہ کے حکمرانوں کو وراثت کے طور پر منتقل ہوتی رہی اور ان کی حکومت کے زوال کے وقت ضائع ہو گئی۔

(کعب بن زُھَیر اور قصیدہ بانت سعاد صفحہ 6-7 مکتبہ اسحاقیہ کراچی)(سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 301-302 دار الکتب العلمیۃ بیروت)
(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 9 صفحہ 393 دار السلام)
(منتہی السؤل علی وسائل الوصول اِلی شمائل الرسول ﷺ جلد 3 صفحہ 166 دار المنھاج)(فرہنگ سیرت صفحہ 24 زوار اکیڈمی کراچی)

یہ لکھا ہے کہ عوام الناس میں قصیدہ بردہ کے نام سے ایک اَور قصیدہ بھی زیادہ معروف ہے۔ وہ امام شرف الدین بُوصِیری کا قصیدہ ہے۔ اس کو بھی قصیدہ بردہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ قصیدہ لکھا تو انہیں خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک اوڑھائی جو ان کی بیداری کے وقت بھی ان کے شانے پر موجود تھی۔ کہا جاتا ہے کہ امام بُوصِیری مفلوج تھے اور اس چادر کی برکت سے شفا یاب ہو گئے۔
(دیوان امام بوصیری صفحہ 32-33 دار السلام پرنٹنگ پریس لاہور)

بہر حال یہ ایک کہانی ہے جو بیان کی جاتی ہے۔ ایسی کہانیاں بھی آ جاتی ہیں۔ بہر حال کچھ اَور شدید مخالفین کے قبول اسلام کا بھی ذکر ہے اور کس طرح ان کو معافی ملی، وہ ذکر بھی آئندہ کروں گا۔

اگلے جمعہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہو رہا ہے۔ اس کے لیے بھی دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے جلسے کو بابرکت فرمائے اور ہر پروگرام کو اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شریر اور نقصان پہنچانے والے اور یا کسی بھی نقصان پہنچانے کی نیت رکھنے والے کے شر سے بچائے۔ جو مہمان اندرون ملک سے آ رہے ہیں یا بیرون ملک سے آ رہے ہیں انہیں خیریت سے اللہ تعالیٰ لائے اور یہاں انہیں ہر طرح سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ لوگوں کے جو ذاتی مہمان جلسہ کے لیے آ رہے ہیں یا جماعتی انتظام کے تحت مہمان نوازی کے شعبہ کے تحت ان کا انتظام ہو گا ان کی مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ ہر میزبان کو توفیق عطا فرمائے۔ کارکنان جو بڑے شوق اور جذبے سے اپنے آپ کو جلسہ کی ڈیوٹیوں کے لیے پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو بے لوث ہو کر اپنے اپنے شعبہ میں خدمت کی توفیق دے اور نہایت عزت و احترام اور نرمی اور خوش مزاجی سے وہ مہمانوں کی خدمت کریں۔

بعض دفعہ کام کی زیادتی اور نیند کی کمی کی وجہ سے بعض کارکنوں کی خوش مزاجی متاثر ہو جاتی ہے لیکن ہر کارکن کو جس کی کسی بھی شعبہ میں ڈیوٹی ہے، یہ سوچ کر یہ دن گزارنے چاہئیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق دی ہے اس کا موقع دیا ہے۔ اس لیے اس کے لیے ہم ہر قربانی کرتے ہوئے اپنے خدمت کے جذبے کو قائم رکھیں گے اور کسی قسم کی بدمزاجی نہیں دکھائیں گے اور ہمیشہ ہمارے چہروں پر مسکراہٹ رہے گی۔ نوجوان بچیاں ہیں یا عورتیں ہیں یا نوجوان لڑکے ہیں یا بڑی عمر کے مرد ہیں۔ افسر ہیں یا معاون ہیں۔ کھانا پکانے اور لنگر کا انتظام چلانے والے کارکن ہیں یا کھانا کھلانے والے ہیں۔ سکیورٹی والے ہیں یا پارکنگ والے ہیں۔ صفائی اور ہائی جین کے کارکن ہیں یا اندرونی اور بیرونی ڈسپلن قائم کرنے والے ہیں یا گیٹ کی انٹری کے اوپر جو لوگ متعین ہیں، بچوں کی مارکی میں ڈیوٹی دینے والی بچیاں ہیں یا مین جلسہ گاہ میں ڈیوٹی دینے والی لڑکیاں اور لڑکے اور مرد ہیں، عورتیں ہیں۔ سب کو ہمیشہ اپنے چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ اپنے کام سرانجام دینے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

لیکن ساتھ ہی گہری نظر بھی ہر ایک پہ رکھنی چاہیے تا کہ کسی کو بھی کوئی شر پھیلانے کی جرأت پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سب کارکنوں کو احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں۔ (الفضل انٹرنیشنل ۸/اگست ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۶) ☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ✿ کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا ✿ نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت ✿ اُس سے یہ نُور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مُدام ✿ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

مسلمانوں کی طرف سے حضرت عثمانؓ کی سفارت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قریش کی اس شرارت کو دیکھا اور ساتھ ہی خراش بن امیّہ سے اہل مکہ کے جوش وخروش کا حال سنا تو قریش کو ٹھنڈا کرنے اور راہ راست پر لانے کی غرض سے ارادہ فرمایا کہ کسی ایسے بااثر شخص کو مکہ میں بھجوائیں جو مکہ ہی کا رہنے والا ہو اور قریش کے کسی معزز قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ آپ مکہ میں جائیں اور مسلمانوں کی طرف سے سفارت کا فرض سرانجام دیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ مکہ کے لوگ میرے سخت دشمن ہورہے ہیں اور اس وقت مکہ میں میرے قبیلہ کا کوئی بااثر آدمی موجود نہیں جس کا اہل مکہ پر دباؤ ہو۔ اس لئے میرا یہ مشورہ ہے کہ کامیابی کا رستہ آسان کرنے کے لئے اس خدمت کے لئے عثمان بن عفان کو چنا جائے جن کا قبیلہ (بنوامیّہ) اس وقت بہت بااثر ہے اور مکہ والے عثمانؓ کے خلاف شرارت کی جرأت نہیں کرسکتے اور کامیابی کی زیادہ امید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس مشورہ کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ سے ارشاد فرمایا کہ وہ مکہ جائیں اور قریش کو مسلمانوں کے پُرامن ارادوں اور عمرہ کی نیت سے آگاہ کریں۔ اور آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو اپنی طرف سے ایک تحریر بھی لکھ کردی جو رؤساء قریش کے نام تھی۔ اس تحریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے آنے کی غرض بیان کی اور قریش کو یقین دلایا کہ ہماری نیت صرف ایک عبادت کا بجالانا ہے اور ہم پُرامن صورت میں عمرہ بجالاکر واپس چلے جائیں گے۔ آپؐ نے حضرت عثمانؓ سے یہ بھی فرمایا کہ مکہ میں جو کمزور مسلمان ہیں انہیں بھی ملنے کی کوشش کرنا اوران کی ہمت بڑھانا اور کہنا کہ ذرا اور صبر سے کام لیں خدا عنقریب کامیابی کا دروازہ کھولنے والا ہے۔

یہ پیغام لے کر حضرت عثمانؓ مکہ میں گئے اور ابوسفیان سے مل کر جو اس زمانہ میں مکہ کا رئیس اعظم تھا اور حضرت عثمانؓ کا قریبی عزیز بھی تھا اہل مکہ کے ایک عام مجمع میں پیش ہوئے۔ اس مجمع میں حضرت عثمانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تحریر پیش کی جو مختلف رؤساء قریش نے فرداً فرداً بھی ملاحظہ کی مگر باوجود اس کے سب لوگ اپنی اس ضد پر قائم رہے کہ بہرحال مسلمان اس سال مکہ میں داخل نہیں ہوسکتے۔ حضرت عثمانؓ کے زور دینے پر قریش نے کہا کہ اگر تمہیں زیادہ شوق ہے تو ہم تم کو ذاتی طور پر طواف بیت اللہ کا موقع دے دیتے ہیں مگر اس سے زیادہ نہیں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ تو مکہ سے باہر روکے جائیں اور میں طواف کروں؟ مگر قریش نے کسی طرح نہ مانا اور بالآخر حضرت عثمانؓ مایوس ہوکر واپس آنے کی تیاری کرنے لگے۔ اس موقع پر مکہ کے شریر لوگوں کو یہ شرارت سوجھی کہ انہوں نے غالباً اس خیال سے کہ اس طرح ہمیں مصالحت میں زیادہ مفید شرائط حاصل ہوسکیں گی حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو مکہ میں روک لیا۔ اس پر مسلمانوں میں یہ افوہ مشہور ہوئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمانؓ کو قتل کردیا ہے۔

بیعت رضوان

یہ خبر حدیبیہ میں پہنچی تو مسلمانوں میں سخت جوش پیدا ہوا۔ کیونکہ عثمانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے داماد اور معزز ترین صحابہ میں سے تھے اور مکہ میں بطور اسلامی سفیر کے گئے تھے اور یہ دن بھی اَشْہرِ حرم کے تھے اور پھر مکہ خود حرم کا علاقہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فوراً تمام مسلمانوں میں اعلان کرکے انہیں ایک ببول (کیکر) کے درخت کے نیچے جمع کیا۔ اور جب صحابہ جمع ہوگئے تو آپؐ نے اس خبر کا ذکر کرکے فرمایا کہ ”اگر یہ اطلاع درست ہے تو خدا کی قسم ہم اس جگہ سے اس وقت تک نہیں ٹلیں گے کہ عثمان کا بدلہ نہ لے لیں۔“ پھر آپؐ نے صحابہ سے فرمایا ”آؤ اور میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر (جو اسلام میں بیعت کا طریق ہے) یہ عہد کرو کہ تم میں سے کوئی شخص پیٹھ نہیں دکھائے گا اور اپنی جان پر کھیل جائے گا مگر کسی حال میں اپنی جگہ نہیں چھوڑے گا۔“ اس اعلان پر صحابہ بیعت کے لئے اس طرح لپکے کہ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور ان چودہ پندرہ سو مسلمانوں کا (کہ یہی اس وقت اسلام کی ساری پونجی تھی) ایک ایک فرد اپنے محبوب آقا کے ہاتھ پر گویا دوسری دفعہ بک گیا۔ جب بیعت ہورہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا ”یہ عثمان کا ہاتھ ہے کیونکہ اگر وہ یہاں ہوتا تو اس مقدس سودے میں کسی سے پیچھے نہ رہتا لیکن اس وقت وہ خدا اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہے۔“ اس طرح یہ بجلی کا سا منظر اپنے اختتام کو پہنچا۔

اسلامی تاریخ میں یہ بیعت ”بیعت رضوان“ کے نام سے مشہور ہے یعنی وہ بیعت جس میں مسلمانوں نے خدا کی کامل رضامندی کا انعام حاصل کیا۔ قرآن شریف نے بھی اس بیعت کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡہِمۡ وَاَثَابَہُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ○ (سورۃ الفتح:۱۹)

یعنی ”اللہ تعالیٰ خوش ہوگیا مسلمانوں سے جب کہ اے رسول! وہ ایک درخت کے نیچے تیری بیعت کررہے تھے کیونکہ اس بیعت سے ان کے دلوں کا مخفی اخلاص خدا کے ظاہری علم میں آگیا سو خدا نے بھی ان پر سکینت نازل فرمائی اور انہیں ایک قریب کی فتح کا انعام عطا کیا۔“

صحابہ کرام بھی ہمیشہ اس بیعت کو بڑے فخر اور محبت کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے اور ان میں سے اکثر بعد میں آنے والے لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم تو مکہ کی فتح کو فتح شمار کرتے ہو مگر ہم بیعت رضوان ہی کو فتح خیال کرتے تھے اور اس میں شبہ نہیں کہ یہ بیعت اپنے کوائف کے ساتھ مل کر ایک نہایت عظیم الشان فتح تھی۔ نہ صرف اس لئے کہ اس نے آئندہ فتوحات کا دروازہ کھول دیا بلکہ اس لئے بھی کہ اس سے اسلام کی اس جاں فروشانہ روح کا جو دین محمدیؐ کا گویا مرکزی نقطہ ہے ایک نہایت شاندار رنگ میں اظہار ہوا۔ اور فدائیان اسلام نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ وہ اپنے رسول اور اس رسول کی لائی ہوئی صداقت کے لئے ہر میدان میں اور اس میدان کے ہر قدم پر موت وحیات کے سودے کے لئے تیار ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام بیعت رضوان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ یہ بیعت موت کے عہد کی بیعت تھی یعنی اس عہد کی بیعت تھی کہ ہر مسلمان اسلام کی خاطر اور اسلام کی عزت کی خاطر اپنی جان پر کھیل جائے گا مگر پیچھے نہیں ہٹے گا اور اس بیعت کا خاص پہلو یہ تھا کہ یہ عہد و پیمان صرف منہ کا ایک وقتی اقرار نہیں تھا جو عارضی جوش کی حالت میں کردیا گیا ہو بلکہ دل کی گہرائیوں کی آواز تھی جس کے پیچھے مسلمانوں کی ساری طاقت ایک نقطۂ واحد پر جمع تھی۔

جب قریش کو اس بیعت کی اطلاع پہنچی تو وہ خوف زدہ ہوگئے اور نہ صرف حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو آزاد کردیا بلکہ اپنے ایلچیوں کو بھی ہدایت دی کہ اب جس طرح بھی ہو مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کرلیں مگر یہ شرط ضرور رکھی جائے کہ اس سال کی بجائے مسلمان آئندہ سال آکر عمرہ بجالائیں اور بہرحال اب واپس چلے جائیں۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ابتداء سے یہ عہد کرچکے تھے۔ میں اس موقع پر کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو حرم المحرم اور بیت اللہ کے احترام کے خلاف ہو اور چونکہ آپؐ کو خدا نے یہ بشارت دے رکھی تھی کہ اس موقع پر قریش کے ساتھ مصالحت آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بننے والی ہے اس لئے گویا فریقین کے لحاظ سے یہ ماحول مصالحت کا ایک نہایت عمدہ ماحول تھا اور اسی ماحول میں سہیل بن عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پہنچا اور آپؐ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ اب معاملہ آسان ہوتا نظر آتا ہے۔ یہ بات روایتوں سے واضح نہیں ہوتی کہ سہیل معیّن طور پر کس مرحلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا تھا اور آیا اس کا آنا حضرت عثمانؓ کے مکہ کی طرف جانے سے پہلے تھا یا کہ بعد۔ اور اس بارے میں بعض روایات میں کسی قدر اختلاف وانتشار بھی پایا جاتا ہے مگر بہرحال یہ بات مسلّم ہے کہ صلح کی وہ تحریر جس کا ہم اب ذکر کرنے لگے ہیں وہ سہیل بن عمرو کے ذریعہ ہی تکمیل کو پہنچی اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ قریش کے یہ جملہ سُفرا جو یکے بعد دیگرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ سب کے سب بعد میں اسلام لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوگئے۔ سوائے مکرز بن حفص کے جسے دیکھتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمادیا تھا کہ اس شخص سے بداخلاقی اور غداری کی بوآتی ہے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 760 تا 763، مطبوعہ قادیان 2006)

❀❀❀

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

عصرِ حاضر میں لازم ہے کہ آپ تعلیمی اور تربیتی امور کیطرف توجہ دیں تا کہ آپ اسلام اور احمدیت کی تعلیمات کے بارہ میں اپنے علم اور عرفان میں اضافہ کرسکیں اور اپنے ایمان میں ترقی کریں اور مثالی احمدی مسلمان بن سکیں۔

(جلسہ سالانہ آئرلینڈ 3/اکتوبر 2021ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام)

طالب دعا: SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپکو کوشش کرنی چاہئے کہ آپ میرے خطباتِ جمعہ کو توجہ سے سنیں اور ان سے پورا فائدہ اٹھائیں آپ سبکو چاہئے کہ آپ mta باقاعدگی سے دیکھیں کیونکہ اس پر متعدد اعلیٰ پروگرام نشر ہوتے ہیں جو ہماری روحانیت کو ترقی دینیوالے ہیں۔

(جلسہ سالانہ آئرلینڈ 3/اکتوبر 2021ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

Our Moto Your Satisfaction

MUBARAK TAILORS

کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں

Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian

Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

جبرائیلؑ اب بھی آتا ہے

میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی، میں اور ایک اور طالب علم گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں الماری میں ایک کتاب پڑی ہوئی تھی جس پر نیلا جزدان تھا اور وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے علوم ہم پڑھنے لگے تھے اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ اب جبرائیلؑ نازل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا یہ غلط ہے میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ اس لڑکے نے کہا جبرائیلؑ نہیں آتا کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونوں حضرت صاحبؑ کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔ آپؑ نے فرمایا۔ کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرائیلؑ اب بھی آتا ہے۔

(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 149)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کا ایک انداز

بیوقوفی کے واقعات میں مجھے بھی اپنا ایک واقعہ یاد ہے۔ کئی دفعہ اس واقعہ کو یاد کر کے میں ہنسا بھی ہوں اور بسا اوقات میری آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے ہیں، مگر میں اسے بڑی قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا کرتا ہوں اور مجھے اپنی زندگی کے جن واقعات پر ناز ہے، ان میں وہ ایک حماقت کا واقعہ بھی ہے وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک رات ہم سب صحن میں سو رہے تھے گرمی کا موسم تھا کہ آسمان پر بادل آیا اور زور سے گرجنے لگا۔ اسی دوران قادیان کے قریب ہی کہیں بجلی گر گئی مگر اس کی کڑک اس زور کی تھی کہ قادیان کے ہر گھر کے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ بجلی شاید ان کے گھر میں ہی گری ہے۔ اس کڑک اور کچھ بادلوں کی وجہ سے تمام لوگ کمروں میں چلے گئے جس وقت بجلی کی یہ کڑک ہوئی اس وقت ہم بھی جو صحن میں سو رہے تھے اٹھ کر اندر چلے گئے مجھے آج تک وہ نظارہ یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب اندر کی طرف جانے لگے تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سر پر رکھ دیئے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے ان پر نہ گرے بعد میں جب میرے ہوش ٹھکانے آئے تو مجھے اپنی اس حرکت پر ہنسی آئی کہ ان کی وجہ سے تو ہم نے بجلی سے بچنا تھا نہ یہ کہ ہماری وجہ سے وہ بجلی سے محفوظ رہتے۔ میں سمجھتا ہوں میری وہ حرکت ایک مجنون کی حرکت سے کم نہیں تھی۔ مگر مجھے ہمیشہ خوشی ہوا کرتی ہے کہ اس واقعہ نے مجھ پر بھی اس محبت کو ظاہر کر دیا جو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھی بسا اوقات انسان خود بھی نہیں جانتا کہ مجھے دوسرے سے کتنی محبت ہے۔ جب اس قسم کا کوئی واقعہ ہو تو اسے بھی اپنی محبت کی وسعت اور اس کی گہرائی کا اندازہ ہو جاتا ہے تو جس وقت محبت کا انتہائی جوش اٹھتا ہے عقل اس وقت کام نہیں کرتی محبت پرے چھینک دیتی ہے عقل کو اور محبت پرے پھینک دیتی ہے فکر کو اور وہ آپ سامنے آجاتی ہے۔

(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 150-149)

حق الیقین

میں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحبؑ کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب تھا تو میں نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤں گا۔ مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا حتّٰی کہ جب آپؑ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا۔"

(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 96)

1900 کا قابل یادگار سال

1900ء میرے قلب کو اسلامی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جبّہ لایا تھا۔ میں نے آپ سے وہ جبّہ لے لیا تھا کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے میں اسے پہن نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں کے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔ جب میں گیارہ سال کا ہوا اور 1900ء میں دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی جس طرح ایک بچہ کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ یہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ میں اپنے جاموں میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا آج میں پینتیس (35) سال کا ہوں مگر آج بھی میں اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا! تیری ذات کے متعلق مجھے کوئی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اس وقت میں بچہ تھا، اب مجھے زیادہ تجربہ ہے اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

بات کہاں سے کہاں نکل گئی۔ میں لکھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک جبّہ میں نے مانگ لیا تھا جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحٰی کے وقت یا اشراق کے وقت میں نے وضو کیا اور وہ جبّہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور متبرک ہے یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے مقدس ہونے کا تھا، پہن لیا تب میں نے اس کوٹھڑی کا جس میں میں رہتا تھا دروازہ بند کر لیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کی اور میں اس میں خوب رویا، خوب رویا، خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا اس گیارہ سال کی عمر میں مجھ میں کیسا عزم تھا۔ اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی گو اس نماز کے بعد کئی سال بچپن کے زمانہ کے ابھی باقی تھے۔

(یاد ایام۔ انوار العلوم جلد نمبر 8 صفحہ 366-365)

گیارہ سال کی عمر میں پختہ ایمان

میں گیارہ سال کا تھا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں اپنے عقیدہ کو ایمان سے بدل لوں مغرب کے بعد کا وقت تھا۔ مَیں اپنے مکان میں کھڑا تھا کہ یک دم مجھے خیال آیا کیا میں اس لئے احمدی ہوں کہ بانی سلسلہ احمدیہ میرے باپ ہیں یا اس لئے احمدی ہوں کہ احمدیت سچی ہے اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے یہ خیال آنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ مَیں اس بات پر غور کر کے یہاں سے نکلوں گا اور اگر مجھے پتہ لگ گیا کہ احمدیت سچی نہیں تو میں اپنے کمرہ میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ یہیں صحن سے باہر نکل جاؤں گا۔ یہ فیصلہ کر کے میں نے غور کرنا شروع کیا اور قدرتی طور پر اس کے نتیجہ میں بعض دلائل میرے سامنے آئے جن پر میں نے جرح کی۔ کبھی ایک دلیل دوں اور اسے توڑوں پھر دوسری دلیل دوں اور اسے رد کروں پھر تیسری دلیل دوں اور اسے توڑوں یہاں تک کہ ہوتے ہوتے یہ سوال میرے سامنے آیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول تھے؟ اور کیا میں ان کو اس لئے سچا مانتا ہوں کہ میرے ماں باپ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سچے ہیں یا میں ان کو اس لئے سچا مانتا ہوں کہ مجھ پر دلائل و براہین کی رو سے یہ روشن ہو چکا ہے کہ واقعہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم راستباز رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب یہ سوال میرے سامنے آیا تو میرے دل نے کہا اب میں اس امر کا بھی فیصلہ کر کے ہٹوں گا۔ اس کے بعد قدرتی طور پر خدا تعالیٰ کے متعلق میرے دل میں سوال پیدا ہوا اور میں نے کہا یہ سوال بھی حل طلب ہے کہ آیا میں خدا تعالیٰ کو یونہی عقیدہ کے طور پر مانتا ہوں یا سچ مچ یہ حقیقت مجھ پر منکشف ہو چکی ہے کہ دنیا کا ایک خدا ہے تب اللہ تعالیٰ کے سوال پر بھی میں نے غور کرنا شروع کیا اور میرے دل نے کہا اگر خدا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ﷺ ہیں اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی سچے ہیں اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تو پھر احمدیت بھی یقیناً سچی ہے اور اگر دنیا کا کوئی خدا نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی سچا نہیں اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ آج میں اس سوال کو حل کر کے رہوں گا اور اگر میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ کوئی خدا نہیں تو پھر میں اپنے گھر میں نہیں رہوں گا۔ بلکہ فوراً باہر نکل جاؤں گا۔

(تذکار مہدی صفحہ 78 تا 82، ایڈیشن 2020ء، یوکے)

SK.KHALID AHMED | Mob.9861288807
M/S. H.M. GLASS HOUSE
Deals in : Glass, Fibres, Glas Channel & all type of feetings
CHHAPULIA BY-PASS, BHADRAK ODISHA- 756100
طالب دعا : شیخ خالد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com, Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia
طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوتا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

یہ شرائط بیعت آپ کی زندگی کی مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر آپ اپنے آپ کو ان شرائط کے مطابق ڈھالیں، خود احتسابی کرتے ہوئے اپنے روزمرہ کے کاموں اور اعمال کا دوبارہ جائزہ لیں گے تب ہی آپ زیادہ بہتر احمدی مسلمان بن سکتے ہیں

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں، یقیناً جماعت کی ترقی، اسلام کی اشاعت اور درحقیقت عالمی امن کا قیام بھی بنیادی طور پر نظام خلافت سے جڑا ہوا ہے اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے ایک مضبوط تعلق قائم کریں اور ہمیشہ اس کے وفادار رہیں میں ہر احمدی کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے، خاص طور پر آپ کو میرے خطبات جمعہ، خطابات اور دیگر مواقع پر بیان کی گئی ہدایات کو باقاعدگی سے سننا چاہئے، درحقیقت ایم ٹی اے آپ کو خلافت سے ایک قریبی تعلق پیدا کرنے کا موقع دیتا ہے

میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ تبلیغ ہر احمدی مسلمان کی ذمہ داری ہے، لتھوانیا کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کا خوبصورت اور محبت بھرا پیغام پہنچانے کے لئے آپ کو دانشمندانہ منصوبے بنانے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دینے چاہئے

لتھوانیا کے دوسرے جلسہ سالانہ 2024ء کے موقعہ پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ مسلمہ لتھوانیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ ۴، ۵/اکتوبر ۲۰۲۴ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے اور آپ سب اس منفرد اور مقدس جلسے میں شرکت کر کے بے انتہا روحانی فوائد اور برکتیں حاصل کریں۔

یہ بہت ضروری ہے کہ آپ جلسہ سالانہ میں شرکت کے مقصد کی قدر کریں اور اسے سمجھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاءِ کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘

(اشتہار ۷/دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۱، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

لہٰذا جلسہ مادی فوائد حاصل کرنے یا تفریح کی جگہ نہیں ہے بلکہ اس کے روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے اور اپنی اخلاقی اصلاح کرنے کی کوشش کا موقع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یاددہانی یوں کروائی ہے: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے......‘‘

(اشتہار ۷/دسمبر ۱۸۹۲ء، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۰، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

آپ صرف اس بات پر مطمئن نہ ہو جائیں کہ آپ نے حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر لیا ہے جن کی آمد کی پیشگوئی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے خود فرمائی تھی۔ بلکہ آپ کو بیعت کی تمام شرائط پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ یہ شرائط بیعت آپ کی زندگی کی مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر آپ اپنے آپ کو ان شرائط کے مطابق ڈھالیں، خود احتسابی کرتے ہوئے اپنے روزمرہ کے کاموں اور اعمال کا دوبارہ جائزہ لیں گے تب ہی آپ زیادہ بہتر احمدی مسلمان بن سکتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں آپ دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔ ایک احمدی کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ان میں سے ہر ایک شرط پر خوب غور و فکر کرتے رہنا چاہئے۔

آپ کو اپنے دینی علم اور ہمارے عقائد کے فہم کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی روحانی حالت کو اس سطح تک بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے جس کی امید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے ممبران سے کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

’’اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں۔ اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے ...... خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۹۷-۱۹۸، ایڈیشنل اوّل)

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں۔ یقیناً جماعت کی ترقی، اسلام کی اشاعت اور درحقیقت عالمی امن کا قیام بھی بنیادی طور پر نظام خلافت سے جڑا ہوا ہے۔ اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے ایک مضبوط تعلق قائم کریں اور ہمیشہ اس کے وفادار رہیں۔ میں ہر احمدی کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ خاص طور پر آپ کو میرے خطبات جمعہ، خطابات اور دیگر مواقع پر بیان کی گئی ہدایات کو باقاعدگی سے سننا چاہئے۔ درحقیقت ایم ٹی اے آپ کو خلافت سے ایک قریبی تعلق پیدا کرنے کا موقع دیتا ہے۔

میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ تبلیغ ہر احمدی مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ لتھوانیا کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کا خوبصورت اور محبت بھرا پیغام پہنچانے کے لئے آپ کو دانشمندانہ منصوبے بنانے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دینے چاہئے۔ اللہ آپ کو اس نیک کام میں کامیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسے کو بڑی کامیابی سے نوازے اور اپنے ایمان کو مضبوط اور تازہ کرنے کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگیوں میں مزید تقویٰ، نیک سلوک اور اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کی طرف حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 28 جنوری 2025ء)

❁❁❁❁

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 08 مارچ 2025ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

(1) مکرمہ خورشید اختر صاحبہ

اہلیہ مکرم چودھری بشارت احمد صاحب مرحوم (برسٹل۔ یوکے)

2/مارچ 2025ء کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ تقسیم ہند کے بعد انڈیا سے پاکستان آئیں۔ شادی کے بعد کینیا چلی گئیں اور وہاں سے 1976ء میں یوکے آئیں۔ آپ نے سلاؤ کی پہلی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کا گھر لمبا عرصہ سلاؤ جماعت کا نماز سنٹر بھی رہا۔ جب سلاؤ سے شفٹ ہوئیں تو اپنا گھر کرائے پر دیا اور اس کا پہلا ایک سال کا کرایہ سلاؤ کی مسجد کے لیے عطیہ کے طور پر دے دیا۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ، خلافت کے ساتھ وفا اور اخلاص کا تعلق رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ 1/8 حصہ کی موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹے اور 6 بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم رانا تصور احمد صاحب کی ساس تھیں۔

(2) مکرم محمد صفدر بٹر صاحب (اپسم۔ یوکے)

28/فروری 2025ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق فیروز والا سے تھا۔ 2021ء میں یوکے آئے۔ آپ حضرت رکن الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور مکرم ڈاکٹر شیراز باجوہ صاحب (شہید آف ملتان) کے ماموں تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار نیک اور مخلص انسان تھے۔ سخت مخالفت کے ایام میں بھی پانچوں نمازیں مسجد جا کر ادا کیا کرتے تھے۔ احباب جماعت کو بھی نمازوں کی طرف توجہ دلاتے اور گھروں کے دروازے کھٹکھٹا کر لوگوں کو نماز پر لایا کرتے تھے۔ آپ کو حکمت کا شوق تھا اور احمدی احباب کا مفت علاج کرتے تھے۔ احمدی ہونے کی وجہ سے ان کی دکان کو نذر آتش بھی کیا گیا۔ مرحوم کے ایک بیٹے جماعت مجم کے سنٹر بیت الاحسان میں سیکیورٹی میں کام کر رہے ہیں اور ایک بیٹے مکرم محمد اعظم صاحب جرمنی کی جماعت Simbach کے صدر ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم بشیر احمد خان صاحب پریمی (فورس ہائم۔ جرمنی)

24/جنوری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے چچا مکرم حاجی نور محمد صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے لودھراں سے اپنے ایک رشتہ دار مکرم ملک محمد امین صاحب کے ساتھ قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مرحوم نے اپنے بڑے بھائیوں مکرم واحد بخش صاحب اور مکرم محمد عقیل صاحب سے متاثر ہو کر 1953ء میں احمدیت قبول کی۔ مرحوم کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا۔ آپ نے اپنے بچوں میں کئی بار اس بات کا ذکر کیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کم از کم تین بار پڑھ چکے ہیں اور ہمیشہ کوئی جماعتی کتاب زیر مطالعہ رہتی ہے۔ خلفائے احمدیت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ ملازمت کے دوران بغیر تنخواہ کے لمبی چھٹی لے کر اعزازی وقف کر کے نگر پارکر اپنے بڑے بھائی مکرم محمد عقیل صاحب (معلم وقف جدید) کے ساتھ کافی عرصہ ہندو آبادی کے علاقے میں دعوت و تبلیغ کی خدمت کی توفیق پائی۔ بہت دعا گو اور متوکل علی اللہ انسان تھے۔ سرکاری ملازمت کے دوران تبلیغ کے شوق میں بار بار چھٹی لینے پر آپ کی ترقی بھی روکی گئی مگر آپ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے جماعتی ذمہ داریوں اور دعوت و تبلیغ کو ترجیح دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب (مربی سلسلہ جرمنی) کے بڑے بھائی تھے۔

(2) مکرم نور الٰہی ملک صاحب (کینیڈا)

6/جنوری 2025ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت حضرت مولوی محمد عبد اللہ صاحب بھینی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے آئی۔ مرحوم نے اپنی تمام فعال زندگی جماعت کی خدمت میں گزاری۔ آپ کو لمبا عرصہ صدر حلقہ وحدت کالونی لاہور اور 10 سال بطور سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل دارالحمد لاہور خدمت کی توفیق ملی۔ بیت التوحید لاہور کی تعمیر، اس کی توسیع اور بعد ازاں اس کی تزئین و آرائش میں بھی آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ مرحوم کو بطور قاضی بھی خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم پنجگانہ نماز ہمیشہ مسجد میں ادا کرتے۔ نماز تہجد پڑھنا اور بلند آواز سے تلاوت

باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں

جو شخص نماز بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے اسے پڑھ لے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز کو میرے ذکر کے لیے قائم کرو (حدیث)

خیبر کی فتح کا ایک بنیادی اثر یہ ہوا کہ عرب میں اردگرد کے بہت سے قبائل جو پہلے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بندی کرنے میں مصروف تھے وہ خوفزدہ ہو گئے اور کچھ نے تو صلح کا ہاتھ بڑھایا، کچھ نے اطاعت قبول کرنے میں عافیت جانی اور اس طرح مسلمانوں کے سیاسی وقار میں اضافہ ہوا۔ فتح خیبر کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ جزیرۂ عرب میں یہود کی طاقت تقریباً ختم ہو کر رہ گئی۔

تیسرا بنیادی اثر مدینہ کے مسلمانوں کی اپنی معیشت پر بہت مثبت رنگ میں ہوا۔

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11/اپریل 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آنحضرت ﷺ کو جو معجزات دکھائے گئے انکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت ﷺ نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کیے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔

سوال: تیما مدینہ سے کتنے فاصلے پر واقع ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تَیماء مدینہ سے شام کے راستے میں ایک معروف شہر تھا جو مدینہ سے تقریباً چار سو کلو میٹر پر واقع تھا۔

سوال: تیماء کے یہود کو جب خیبر، فدک اور وادی القریٰ کے حالات کی خبر ہوئی تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تیماء کے یہود کو جب خیبر، فدک اور وادی القریٰ کے حالات کی خبر ہوئی تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی محاذ آرائی کرنے کی بجائے از خود آدمی بھیج کر صلح کی پیشکش کی جسے رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمایا اور تیماء کے یہود کو اپنے مال و متاع کے ساتھ اپنے علاقے میں رہنے کی اجازت دے دی۔

سوال: غزوہ خیبر میں نماز فجر کی تاخیر کا کون سا واقعہ پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ خیبر سے لوٹے تو ساری رات چلتے رہے۔ جب آپؐ کو نیند آئی تو مدینہ کے قریب آرام کے لیے پڑاؤ کیا اور بلال سے فرمایا کہ آج رات ہماری نماز کے وقت کی حفاظت کرو یعنی تم دیکھتے رہنا نماز کے وقت جگا دینا۔ پھر حضرت بلالؓ نے جتنی ان کے لیے مقدر تھی نماز پڑھی۔ وہ جاگنے کے لیے ساری رات نفل پڑھتے رہے اور رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ سو گئے۔ جب فجر کا وقت قریب آیا تو بلالؓ نے صبح پھوٹنے کی سمت رخ کرتے ہوئے اپنی سواری کا سہارا لیا تو بلالؓ پر بھی نیند غالب آ گئی جبکہ وہ اپنی اونٹنی سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ پس نہ تو رسول اللہ ﷺ جاگے، نہ بلالؓ اور نہ آپؐ کے صحابہ میں سے کسی میں سے کوئی، یہاں تک کہ دھوپ ان پر پڑی۔ رسول اللہ ﷺ ان میں سے سب سے پہلے جاگے۔ رسول اللہ ﷺ فکرمند ہوئے اور فرمایا اے بلال! بلال نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میری روح کو بھی اسی ذات نے روکے رکھا جس نے آپؐ کو روکے رکھا۔ آپ ﷺ نے وہاں سے روانگی کا حکم فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی سواریوں کو تھوڑا سا چلایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تھوڑی دور جا کے قیام کیا، وہاں وضو کیا اور بلال کو حکم فرمایا۔ انہوں نے نماز کی اقامت کہی۔ پھر آپ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ اس جگہ پہ جہاں آپؐ سوئے تھے وہاں نہیں پڑھائی بلکہ آگے جا کے کھلی جگہ پر باجماعت پڑھائی۔

سوال: اگر کوئی نماز بھول جائے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص نماز بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے اسے پڑھ لے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز کو میرے ذکر کے لیے قائم کرو۔

سوال: نماز کیلئے تکبیر کس طرح دینی چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مدینہ سے واپسی کے دوران صحابہؓ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے۔ اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا کہ مدینہ سے واپس آتے ہوئے لوگ ایک وادی پر چڑھے۔ انہوں نے اپنی آوازیں تکبیر سے بلند کیں۔ اَللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ۔ یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا آواز کو دھیما رکھو۔ تم کسی بہرے کو نہیں بلا رہے اور نہ غیر حاضر کو۔ اللہ تعالیٰ سننے والا بھی ہے اور حاضر بھی ہے۔ اس لیے درمیانی آواز رکھو۔ تم تو اس کو بلا رہے ہو جو بہت سننے والا اور نہایت قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔

سوال: اسلامی لشکر مدینہ سے کب روانہ ہوا تھا اور واپس کب لوٹا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اسلامی لشکر جو مدینہ سے محرم سات ہجری کو روانہ ہوا تھا خدا تعالیٰ کے افضال اور کامیابیوں کو بھرپور انداز میں سمیٹتے ہوئے صفر کے آخری ایام میں یا ربیع الاول کے ابتدا میں واپس مدینہ پہنچ گیا۔

سوال: خیبر میں رسول اللہ ﷺ کی مدتِ اقامت میں کیا اختلاف ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: خیبر میں رسول اللہ ﷺ کی مدتِ اقامت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں چھ ماہ قیام فرمایا۔ آپ اس دوران میں دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھاتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ وہاں چالیس دن تک رہے۔

سوال: فتح خیبر کے مسلمانوں کے حق میں کون سارے اثرات ظاہر ہوئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فتح خیبر کے مسلمانوں کے حق میں بہت سے اثرات ظاہر ہوئے۔ خیبر کی فتح کا ایک بنیادی اثر یہ ہوا کہ عرب میں اردگرد کے بہت سے قبائل جو پہلے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بندی کرنے میں مصروف تھے وہ خوفزدہ ہو گئے اور کچھ نے تو صلح کا ہاتھ بڑھایا کچھ نے اطاعت قبول کرنے میں عافیت جانی اور اس طرح مسلمانوں کے سیاسی وقار میں اضافہ ہوا۔ فتح خیبر کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ جزیرۂ عرب میں یہود کی طاقت تقریباً ختم ہو کر رہ گئی۔ مدینہ کے یہود اور خیبر کے یہود عرب کے خطے میں بڑی حد تک اقتصادی اور فوجی طاقت کی ایک علامت سمجھے جاتے تھے اور اسلام کے خلاف خاص طور پر عداوت و بغض میں اس حد تک بڑھے ہوئے تھے کہ کم و بیش ہر بڑی جارحیت میں دشمن کو ان کی پشت پناہی حاصل ہوتی تھی۔ تیسرا بنیادی اثر مدینہ کے مسلمانوں کی اپنی معیشت پر بہت مثبت رنگ میں ہوا۔

سوال: غزوہ خیبر میں حضرت جابرؓ کا اونٹ گم ہونے کا کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت جابرؓ کا اونٹ گم ہونے کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اندھیری رات میں میرا اونٹ گم ہو گیا۔ مَیں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تیرا اونٹ فلاں جگہ ہے جا اور اس کو پکڑ لے۔ میں اس طرف گیا لیکن مجھے اونٹ نہ ملا۔ میں واپس آیا۔ میں نے دوبارہ اسی طرح کہا۔ آپ نے دوبارہ مجھے اسی طرح فرمایا۔ کہتے ہیں میں دوبارہ گیا لیکن مجھے اونٹ نہ ملا تو میں واپس آ گیا۔ اس پر آپؐ نے شفقت فرماتے ہوئے کہا چلو۔ میرے ساتھ چلو۔ آپؐ میرے ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم اونٹ کے پاس گئے اور آپ نے اونٹ مجھے پکڑا دیا۔

❁ ❁ ❁

فیضان رحمانیت ایسا تمام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی اِس فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ربّ العالمین کی صفت بیان فرما کر پھر اس کے رحمن ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی ان کی ملحوظ رہے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

رحمن کی صفت انسانوں میں بھی ہو سکتی ہے اور انسان کامل آنحضرت ﷺ میں سب سے زیادہ ہے، بلکہ آپؐ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ایک عام آدمی بھی اس کا نمونہ بنتا ہے اور اس کو یہ نمونہ دکھانا چاہئے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15 دسمبر 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے سورۃ الحشر کی آیت نمبر 23 کی تلاوت فرمائی: هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ‌ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ غیب کا جاننے والا ہے اور حاضر کا بھی۔ وہی ہے جو بن مانگے دینے والا، بے انتہا رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

سوال: فیضان رحمانیت کیسے تمام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: فیضان رحمانیت ایسا تمام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی اِس فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ربّ العالمین کی صفت بیان فرما کر پھر اس کے رحمن ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی ان کی ملحوظ رہے۔

سوال: صفت رحمانیت کیا ہے اور کس طرح تمام ذی روح اس سے فیض حاصل کر رہے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ رحمت ایسی نرمی کو کہتے ہیں جو اس شخص پر احسان کئے جانے کی مقتضی ہو۔ یعنی ایسی نرمی ہو جس سے کسی شخص پر احسان کیا جائے، اس کا تقاضا کرتی ہو۔ ضرورت ہو احسان کی جس پر رحم کیا جا رہا ہے۔ کبھی رحمت کا لفظ محض نرمی کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، صرف احسان نہیں ہے بلکہ نرمی ہے اور کبھی محض ایسے احسان کے معنے میں استعمال ہوتا ہے جس کے ساتھ نرمی شامل نہ ہو، احسان تو ہو نرمی نہ ہو۔ اس کی مثال انہوں نے دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہتے ہیں کہ رَحِمَ اللّٰہُ فُلَانًا یعنی اللہ تعالیٰ نے فلاں پر احسان فرما دیا ہے۔ اور جب رحمت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو تو محض احسان کے معنے میں ہی آتا ہے اور نرمی اور سختی کے جذبات کو انہوں نے انسان کے ساتھ مختص قرار دیا ہے۔

سوال: علامہ فخرالدین رازی نے اَلرَّحْمٰن کی کیا تشریح بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: علامہ فخرالدین رازی لکھتے ہیں کہ اَلرَّحْمٰن وہ ایسے انعام کرنے والی ہستی ہے کہ بندوں میں ایسے انعامات کی مثال ممکن نہیں۔ رحمانیت کے جلوے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ادھم کے بارے میں بیان ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مَیں کسی کے ہاں مہمان تھا تو انہوں نے میرے سامنے کھانا رکھا۔ کھانا کھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک کوّا آیا اور میرے سامنے سے ایک روٹی اُٹھا کر لے گیا۔ کہتے ہیں کہ مَیں بڑا حیرت زدہ ہو کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا کہ دیکھوں یہ کیا کرتا ہے، کہاں لے جاتا ہے۔ تو وہ ایک ٹیلے پر اترا جہاں ایک آدمی بندھا ہوا پڑا تھا، کسی آدمی کو باندھ کے کسی اونچی جگہ پر کسی اونچے ٹیلے یا پہاڑی پہ رکھا ہوا تھا، اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ تو مَیں نے دیکھا کہ کوّے نے روٹی اس بندے کے آگے پھینک دی۔

سوال: فخرالدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں رحمانیت کے جلوے کا کون سا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فخرالدین رازی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مَیں دریا کے کنارے کھڑا تھا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ موٹا سا بچّھو آیا اور دریا میں ایک بڑا سا مینڈک تھا، بچّھو اس کے اوپر بیٹھ گیا۔ کہتے ہیں کہ مَیں بھی کشتی میں بیٹھ کر اس کے ساتھ چل پڑا کہ دیکھوں یہ کہاں جاتے ہیں۔ تو عجیب واقعہ ہوا ہے کہ اگلے کنارے پر پہنچ کے بچّھو وہاں سے اترا اور ایک طرف چل پڑا مَیں بھی پیچھے پیچھے گیا، تو دیکھا کہ درخت کے نیچے ایک آدمی سو رہا تھا اور ایک سانپ اس پہ حملہ کرنے والا تھا، بچّھو نے جا کر اس کو ڈنگ مارا اور سانپ نے بچّھو کو کاٹا۔ دونوں مر گئے اور آدمی بچ گیا۔ تو دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی رحمانیت کے جلوے دکھاتا ہے۔

سوال: لسان العرب میں اَلرَّحْمَۃ کی کیا تشریح بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: لسان العرب میں لکھا ہے اَلرَّحْمَۃُ: دل کی نرمی اور شفقت کے جذبات کے ساتھ میلان اور مغفرت۔ انہوں نے رحمان اور الرحیم دو صفات لکھی ہیں کیونکہ روٹ ایک ہے۔ رحمٰن مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی اس کے معنے میں کثرت پائی جاتی ہے، وہ اس طرح کہ اس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور اسے گھیرے ہوئے ہے۔ رحمٰن صفت صرف اللہ تعالیٰ سے مختص ہے۔ رحمت کا لفظ اگر انسانوں کے حوالے سے استعمال ہو تو اس کے معنے ہیں دل کی نرمی اور دل کا مہربانی کے ساتھ مائل ہونا۔ اگر رحمت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو تو اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی مہربانی، احسان اور رِفق۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الرحمٰن کی کیا تشریح فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: لفظ الرحمن کے ایک اپنے بھی خاص معنے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اذن الٰہی سے صفت الرحمن کا فیضان انسان اور دوسرے حیوانات کو قدیم زمانے سے حکمت الٰہیہ کے اقتضاء اور جو ہر قابل کی قابلیت کے مطابق پہنچتا رہا ہے حکمت الٰہیہ کے اقتضاء اور جو ہر قابل کی قابلیت کے مطابق پہنچتا رہا ہے، نہ کہ مساوی تقسیم کے طور پر۔ اور اس صفت رحمانیت میں انسانوں یا حیوانوں کے قویٰ کے کسب اور عمل اور کوشش کا کوئی دخل نہیں جس سے پہلے کسی کا کچھ عمل بھی موجود نہیں ہوتا اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عام رحمت ہے، جس میں ناقص یا کامل شخص کی کوششوں کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ صفت رحمانیت کا فیضان کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ کسی استحقاق کا ثمرہ ہے بلکہ یہ ایک خاص فضل ایزدی ہے جس میں فرمانبرداری یا نافرمانی کا دخل نہیں۔

سوال: کیا رحمٰن کی صفت انسانوں میں بھی ہو سکتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت کے کامل مظہر ٹھہرے کیونکہ آپ کے فیوض و برکات کا کوئی بدل اور اجر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رحمن کی صفت انسانوں میں بھی ہو سکتی ہے اور انسان کامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ ہے۔ بلکہ آپؐ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ایک عام آدمی بھی اس کا نمونہ بنتا ہے اور اس کو یہ نمونہ دکھانا چاہئے۔ اس کے لئے آپؑ نے مثال دی ہے کہ جو کام تم بغیر کسی اجر کے کرتے ہو، لوگوں کی بھلائی کے لئے خدمت خلق کا کام کرتے ہو وہ اسی صفت کے تابع ہو کر کرتے ہو، اور کرنا چاہئے۔ بلکہ ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ جنہوں نے میری بیعت کی ہے اگر وہ اس صفت کو نہیں اپناتے تو اپنی بیعت میں اور وعدے میں جھوٹے ہیں۔ پس اس طرف بھی ہر احمدی کو بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

سوال: رحمت کتنے معنوں پر مشتمل ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رحمت دو معنوں پر مشتمل ہے، ایک اَلرِّقَّۃ نرمی اور دوسرے اَلْاِحْسَان، احسان کرنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رَحْمٰنُ الدُّنْیَا ہے اور رَحِیْمُ الْاٰخِرَۃ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا احسان اس دنیا میں مومن و کافر ہر ایک پر عام ہے جبکہ آخرت میں صرف مومنین سے ہی مختص ہوگا اور اس مضمون کے بارے میں کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل آیت ہے۔ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔

۞۞۞۞

بقیہ نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 16

قرآن کریم کرنا ان کا معمول تھا۔ ہر وقت دوسروں کی مدد کے لیے تیار رہتے۔ ہمدردی، مہمان نوازی اور سخاوت آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ جب بھی کوئی آمدنی ہوتی تو سب سے پہلے لازمی چندہ جات کی ادائیگی کرتے۔ خلافت سے گہرا عشق اور بے پناہ احترام کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ امینہ مبارکہ خانم صاحبہ (ربوہ)

اہلیہ مکرم عبدالحمید بھٹی صاحب (سابق امیر ضلع شیخوپورہ)

4/جنوری 2025ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت چودھری محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (نمبردار موضع گل منج) کی پوتی تھیں۔ مرحومہ کو 17 سال صدر لجنہ فاروق آباد کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اس دوران نگران حلقہ فاروق آباد کے طور پر بھی کام کیا۔ جب تک صدر لجنہ کے طور پر کام کیا، فاروق آباد کی مجلس قصباتی مجالس میں ہمیشہ پوزیشن لیتی رہی۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ اس مقصد کیلئے آپ نے دیہاتی علاقوں میں بہت سفر کیے۔ پاکستان بھر کی مجالس میں چار سال 'مستعد داعیہ الی اللہ' کا اعزاز حاصل کیا۔ صد سالہ جشن تشکر پر سند خوشنودی بھی حاصل کی خود ترجمے کیساتھ قرآن کریم سیکھا اور پھر لجنہ کو پڑھایا۔ مالی قربانی کا بہت شوق تھا۔ جو بھی جیب خرچ یا تحفہ ملتا اسے مختلف جماعتی تحریکات میں پیش کر دیا کرتی تھیں۔ کئی مرتبہ اپنے زیورات بھی چندے میں دیے۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند اور نماز تہجد میں باقاعدہ تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت اور تفسیر پڑھنے میں بہت دلچسپی تھی۔ قرآن کے 5 پارے زبانی یاد تھے۔ بچوں کو بھی نمازوں اور تلاوت کی پابندی کی عادت ڈالی۔ پردے کی بہت پابند تھیں۔ ہمسایوں سے نیک سلوک کرتیں۔ غیر از جماعت ہمسائے بھی ان کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے مرحومہ 1/3 حصہ کی موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم مبشر احمد وڑائچ صاحب (گراس گیراؤ۔ جرمنی)

16/فروری 2025ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق بشیر آباد سندھ سے تھا۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، بہت اچھے اخلاق کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خود بھی ہمیشہ نیک اعمال بجالاتے رہے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہتے۔ مسجد میں اذان بہت شوق اور جذبے سے دیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 7 بیٹے اور 5 بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرم عبدالحئی بٹ صاحب

ابن مکرم عزیز الرحمٰن بٹ صاحب (سمن آباد۔ فیصل آباد شہر)

30/جنوری 2025ء کو 24 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدہ، بڑے نیک، مخلص اور فرمانبردار نوجوان تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ دارالحمد فیصل آباد میں بطور زعیم حلقہ سمن آباد خدمت کی توفیق پائی۔ تمام جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتے اور حلقے کے خدام سے مضبوط رابطہ رکھتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بہنیں شامل ہیں۔ آپ کے والد دارالحمد فیصل آباد میں اس وقت زعیم انصار اللہ حلقہ سمن آباد اور منتظم تربیت نومبائعین کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(6) عزیزم ماہد احمد ابن مکرم شاہد احمد صاحب

(رائے ونڈ ضلع لاہور)

11/جنوری 2025ء کو 9 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بہت ہی نیک بچہ تھا۔ چھوٹی عمر میں پانچ وقت کا نمازی تھا۔ قرآن کریم کا ایک دور مکمل کر چکا تھا۔ سورۃ بقرۃ کی ابتدائی سترہ آیات اور دس شرائط بیعت زبانی یاد تھیں۔ سکول کے امتحانات میں ہمیشہ پوزیشن لیتا تھا۔ فجر کی نماز باقاعدگی سے پڑھنے کی کوشش کرتا تھا اور اکثر گھر والوں کو بھی نماز کے لیے جگایا کرتا تھا۔ جماعتی چندے باقاعدگی سے اپنے جیب خرچ سے دیا کرتا تھا۔ بہت شوق سے ہر تعلیمی پروگرام میں حصہ لیتا اور ابتدا سے ہی انعامات لینا شروع ہو گیا تھا۔ حضور انور کو دعائیہ خطوط بھی لکھا کرتا تھا۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆☆☆

نور ہسپتال قادیان کے لئے ایک سافٹ ویئر انجینئر کی ضرورت ہے

مطلوبہ کوائف/تعلیمی قابلیت/تجربہ

(1) اُمیدوار کمپیوٹر کے میدان میں کم از کم UG/PG کی ڈگری رکھتا ہو۔ (2) ہنگامی حالت میں کمپیوٹر کے مسائل خود حل کرنے کے لئے Coding and Syntax + Semantics کا بخوبی علم رکھتا ہو۔ (3) Coding and Software Development میں کم از کم 02 سالہ تجربہ ہو۔ (4) اُمیدوار کی عمر 30 سال سے زائد نہ ہو۔ (حالات کے پیشِ نظر استثنائی صورت پر غور کیا جا سکتا ہے۔) (5) اُمیدوار صحت مند ہو۔ دینی و اخلاقی حالت اچھی ہو۔ مہذب ہو، مریضوں اور کام کرنے والوں کے ساتھ حِلم کا رویہ رکھتا ہو۔

ضروری ہدایات:

(1) ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہوں گی انہیں پر غور ہوگا۔ (2) خواہشمند اُمیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر/ مقامی امیر/صدر جماعت/مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مع مہر کے ساتھ ارسال کریں۔ (3) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔ (4) سفرخرچ قادیان آمد و رفت و اخراجات میڈیکل سرٹفکیٹ اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔ (5) بوقتِ انٹرویو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان، گورداسپور پنجاب۔ پن کوڈ: 143516

موبائل: 9682587713,988232530,9682627592 دفتر: 01872-501130

Email:diwan@qadian.in

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA

Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096

طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر12346: میں رقیم احمد ٹاک ولد مکرم ڈاکٹر وسیم باری ٹاک صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 28مارچ 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: 46 مومن لین بڈشاہ نگر سرینگر جماعت احمدیہ ارم لین بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 مئی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : بشیر احمد مشتاق العبد : رقیم احمد ٹاک گواہ : جاوید احمد نجار

مسل نمبر12351: میں جمیل خان ولد مکرم نیمی خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ لیبر تاریخ پیدائش 11 اگست 1977ء تاریخ بیعت: 2004ء ساکن: پونٹھ کومہر بھرتپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: یکم مئی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل مترکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ کھیت 15 ایکڑ، ایک مکان 40x20 میرا گزارہ آمد از لیبر ماہوار -/5,000 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : ایوب خان العبد : جمیل خان گواہ : سکندر خان کاٹھات

مسل نمبر12352: میں فرزانہ بانو زوجہ مکرم محمد سلیم میراسی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 12 اگست 1987ء تاریخ بیعت: 2013ء ساکن ایف سی آئی گوڈاؤن کے پشت میں، گلی نمبر 7 چندیریا چتور گڑھ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 8 گرام 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی: 110 گرام، حق مہر -/5,100 روپئے بذمہ خاوند۔ 20x60 پلاٹ میں مکان خسرہ نمبر 157۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اقرار احمد خان الامتہ : فرزانہ بانو گواہ : محمد سلیم میراسی

مسل نمبر12353: میں بدیعہ احمد زوجہ مکرم سید دانش آفتاب صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 19 جون 1999ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ باب الامن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 مئی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دوعدد نیکلس 22.670 گرام، تین جوڑی ایئر رنگ 11.690 گرام، تین عدد انگوٹھی 8.440 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/1,11,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید دانش آفتاب الامتہ : بدیعہ احمد گواہ : سید منصور احمد عامل

مسل نمبر 12354: میں نعیمہ بیگم زوجہ مکرم نور محمد ڈار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 15 اپریل 1955ء پیدائشی احمدی ساکن: کنی پورہ ناصر آباد، کولگام، صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم مئی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دوعدد انگوٹھی، ایک جوڑی بالی، ایک عدد چین۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 550 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمود احمد بٹ الامتہ : نعیمہ بیگم گواہ : فائزہ افضل

مسل نمبر12355: میں حافظ شیخ محمد یحییٰ ولد مکرم شیخ محمد زکریا صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: یکم فروری 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ مسرور قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 جون 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : شیخ محمد زکریا العبد : حافظ شیخ محمد یحییٰ گواہ : محمد اسماعیل طاہر

مسل نمبر12356: میں شائستہ احمد زوجہ مکرم شمس الدین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ تاریخ پیدائش 6 اپریل 1956ء پیدائشی احمدی ساکن: عیدگاہ لین، برہ پورہ بھاگلپور، بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 مئی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد لاکٹ مع چین، دوعدد چین، چار عدد کان کی بندی، ایک عدد انگوٹھی، چوڑی ایک عدد (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/3,500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/50,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : دیدار الحق الامتہ : شائستہ احمد گواہ : محمد ذوالفقار علی

مسل نمبر12357: میں منیب احمد شریف ولد مکرم حافظ شریف الحسن صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 11 مئی 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ طاہر قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: یکم جون 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : حافظ شریف الحسن العبد : منیب احمد شریف گواہ : محمد ابراہیم سرور

مسل نمبر12358: میں مزمل احمد ایم۔ ایس ولد مکرم شاہل حمید ایم وائی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 43 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: دبئی مستقل پتہ: 140 اناوتھی میلا پالم ترونا ولی تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جولائی 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/AED11,376 ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : سید اشرف العبد : مزمل احمد گواہ : اعزاز الحق

مسل نمبر12359: میں سلم بانی خاتون زوجہ مکرم ہاشم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 39 سال پیدائشی احمدی ساکن: ہرگنج ہری اوم پارٹی پیلیس اشوک باٹیکا نیپال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد نتھنی۔ زیور نقرئی: ایک عدد پائل، حق مہر -/10,000 نیپالی کرنسی ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/800 نیپالی کرنسی ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ہاشم احمد الامتہ : سلم بانی خاتون گواہ : متین الرحمٰن

مسل نمبر12360: میں سرفراز شیخ ولد مکرم یوسف شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کارپینٹر تاریخ پیدائش یکم جنوری 1989ء ساکن: birtamod نیپال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار -/20,000 نیپالی کرنسی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : متین الرحمٰن العبد : سرفراز شیخ گواہ : نعیم الدین احمد

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 07 August - 2025 Issue. 32

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جلسہ کے تین دن بڑی برکتوں والے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دکھانے والے دن تھے

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے جو اس نے نئی ایجادات کے ذریعہ
تمام دنیا کے احمدیوں کو اکٹھا کر دیا ہے، امت واحدہ بننے کا یہ نظارہ دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جلسے کے دنوں میں جو میں نے دیکھا ہے وہ ایک واقعی مثالی چیز تھی، تنظیم اور نظم وضبط کا ایک انمول سبق تھا (روڈرگ آئی لینڈ کی پولیس فورس کے اسسٹنٹ کمشنر)

یہ ایک ایسا دین ہے جو انسانوں کو الگ نہیں کرتا بلکہ جوڑتا ہے اور میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اس روشنی کے مینار بنے رہیں
یہ ایک ایسی جماعت ہے جو انسانوں قوموں اور مذہب کے درمیان دُوریاں پیدا کرنے کی بجائے محبت اور پیار سے دلوں کو جوڑنے کا درس دیتی ہے
اور یہ بالکل سچ ہے کہ جماعت احمدیہ جو تعلیم دیتی ہے اس پر عمل کرتی ہے (برازیل کے صوبائی پارلیمنٹ کے ممبر یورامورا)

جلسے کے دوران مجھے آپ کی جماعت کی بہت سی خوبیاں دیکھنے کا موقع ملا
جن میں مجھے سب سے بڑھ کر یہ پہلو پسند آیا کہ آپ کے نوجوان اپنے دین سے وابستہ ہیں اور اپنی تعلیمات پر پختگی سے عمل پیرا ہیں
بحیثیت کیتھولک مجھے شرم بھی آئی کہ ہم میں وہ ڈسپلن کا معیار قائم نہیں جو آپ لوگوں میں ہے (گاستن اکمفو آف ارجنٹائن، سیکرٹری جنرل آف آئی پی ڈی اے ایل تھنک ٹینک)

میں نے سوچا کہ یہ محض ایک مذہبی اجتماع ہوگا لیکن میں غلط تھی، جلسہ سالانہ ایک حقیقی جذباتی تجربہ ہے جو روح پر گہرا نقش چھوڑتا ہے
ایک چیز جو میرے دل میں ہمیشہ نقش رہے گی وہ دعا کا لمحہ تھا جس میں شرکت کا موقع ملا
میرے لئے جلسہ سالانہ صرف ایک تقریب نہیں بلکہ یہ خود احتسابی اور دوسروں سے سلوک کے بارے میں سوچنے کی دعوت تھی
(یورپین پارلیمنٹ کی اٹلی میں سرکاری پریزیڈنسی کی ڈائریکٹر جارجیا یاکولے صاحبہ)

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم اگست 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ یو.کے اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔ یہ تین دن بڑی برکتوں والے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دکھانے والے دن تھے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان تین دنوں میں اپنے بیشمار فضلوں سے نوازا اور جلسے کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمایا۔ تمام پروگرام بڑی خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئے۔ جلسہ کے علاوہ تبلیغی اور معلوماتی نمائشوں کا بھی غیروں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ایم ٹی اے نے بھی جلسہ کی کارروائی کے درمیانی وقفوں میں جو معلوماتی پروگرام دکھائے لوگوں نے اسے بڑا پسند کیا۔ ایم ٹی اے نے اس دفعہ دنیا کے تقریباً چھپن ممالک میں ایک سو انیس مراکز کے ساتھ جلسہ کو جوڑا۔ اس رابطے کے ذریعہ دونوں طرف سے لوگ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے ہم یہاں سے انہیں دیکھ سکتے تھے اور وہ وہاں سے براہ راست ہمیں دیکھ رہے تھے۔ محض ٹی وی کی نشریات نہیں تھیں جو وہ سن رہے تھے بلکہ براہ راست رابطہ بھی تھا جس کا بہت گہرا اور اچھا اثر ہوا۔ اس اثر کو صرف یہاں موجود لوگوں نے ہی محسوس نہیں کیا بلکہ مختلف ممالک میں بیٹھے جلسہ سننے والوں کے جذبات اور احساسات بھی یہی تھے کہ گویا وہ جلسہ گاہ کی مارکی میں بیٹھے جلسہ سن رہے ہیں۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے جو اس نے ان نئی ایجادات کے ذریعہ تمام دنیا کے احمدیوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔ امت واحدہ بننے کا یہ نظارہ دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا، پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مزید وارث بننے کے لئے شکر گزاری کی ضرورت ہے۔ اگر حقیقی شکر گزاری ہو گی تو وہ مزید نوازتا چلا جائے گا۔ یہ صرف باتیں نہیں ہونی چاہئیں بلکہ شکر گزاری کا ایک جذبہ ہونا چاہئے اور یہ جذبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت میں بہت پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بڑھاتا چلا جائے۔ سب شامل ہونے والوں کو بات یاد رکھنی چاہئے کہ جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں وہاں کام کرنے والے کارکنان کا بھی شکریہ ادا کریں۔ اور کام کرنے والے بھی شکر گزاری کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خدمت کی توفیق دی اور ہمارے کاموں کے بہتر نتائج عطا فرمائے۔ کینیڈا اور آسٹریلیا سے خدام بڑی تعداد میں آئے تھے جنہوں نے جلسہ سے پہلے اور جلسہ کے دوران کام کیا اور جلسہ کے بعد وائنڈ اپ میں مدد کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: کئی تاثرات یہاں آئے ہوئے مہمانوں کے ایسے تھے کہ ہم نے مختلف کام کرنے والوں سے پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں، ہمارا خیال تھا وہ شاید کوئی مزدوری وغیرہ کرتے ہوں گے، لیکن جس سے بھی پوچھا سب اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : جلسہ میں شامل ہونے والے لوگوں کے بعض آراء پیش کرتا ہوں۔

روڈرگ آئی لینڈ کی پولیس فورس کے اسسٹنٹ کمشنر مسٹر منوجلوج ملچین صاحب یہاں آئے ہوئے تھے، وہ کہتے ہیں میں نے پولیس کمشنر اور ڈویژنل کمانڈر کی حیثیت سے بہت سے سرکاری اور سماجی تقریبات میں حصہ لیا ہے لیکن جلسے کے دنوں میں جو میں نے دیکھا ہے وہ ایک واقعی مثالی چیز تھی۔ تنظیم اور نظم وضبط کا ایک انمول سبق تھا۔ وہ ڈرائیور جو ہمیں جلسہ سالانہ لے کر گیا جب میں نے اس سے اس کا پیشہ پوچھا تو اس نے کہا کہ اس نے بائیو کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ اس پر مجھ پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ کمیونٹی کے مقصد کے لئے ایسی عقیدت اور عاجزی میں نے اپنی زندگی میں کبھی تجربہ نہیں کی۔

بلجیم کے ایک مہمان ہیں زتور صاحب جو کہ انسانی حقوق کی تنظیم ایچ آر ڈبلیو ایف کے نمائندے ہیں، کہتے ہیں کہ غیر معمولی اجتماع کا حصہ بننا میرے لئے حقیقی خوشی تھی۔ یہ محض ایک یادگار تجربہ ہی نہیں بلکہ آپ کی گرمجوشی اور عمدہ مہمان نوازی کے باعث یہ گہرے اثرات چھوڑنے والا تجربہ بن گیا ہے۔ اتنے بڑے پیمانے پر ایک اجتماع کا انتظام جس میں ہزاروں افراد کئی دنوں تک شریک رہے یقینا ایک غیر معمولی کامیابی ہے۔

ارجنٹائن کے ایک مہمان گاستن اکمفو جو اِسوقت پرتگال میں رہائش رکھتے ہیں، ایک معروف تھنک ٹینک کے آئی پی ڈی اے ایل کے سیکرٹری جنرل ہیں، کیتھولک ہیں، لیکن اسلام میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ جلسے کے دوران مجھے آپ کی جماعت کی بہت سی خوبیاں دیکھنے کا موقع ملا جن میں مجھے سب سے بڑھ کر یہ پہلو پسند آیا کہ آپ کے نوجوان اپنے دین سے وابستہ ہیں اور اپنی تعلیمات پر پختگی سے عمل پیرا ہیں۔ ہمارے معاشرے میں اکثر رسمی عیسائی ہیں اور اپنی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے۔ مجھے بحیثیت کیتھولک شرم بھی آئی کہ ہم میں وہ ڈسپلن کا معیار قائم نہیں جو آپ لوگوں میں ہے۔

یورپین پارلیمنٹ کی اٹلی میں سرکاری پریزیڈنسی کی ڈائریکٹر جارجیا یاکولے صاحبہ کہتی ہیں میں نے سوچا کہ یہ محض ایک مذہبی اجتماع ہوگا لیکن میں غلط تھی۔ جلسہ سالانہ ایک حقیقی جذباتی تجربہ ہے جو روح پر گہرا نقش چھوڑتا ہے۔ مَیں ایک ایسی دنیا میں داخل ہوگئی جہاں ایمان بھائی چارہ اور روحانیت محسوس ہوتا تھا۔ جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ شاندار تنظیم تھی اور یہ کہ سب کچھ رضا کاروں کے ذریعہ انجام پا رہا تھا۔ ایک چیز جو میرے دل میں ہمیشہ نقش رہے گی وہ دعا کا ایسا لمحہ تھا جس میں مجھے شرکت کا موقع ملا۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہت سارے مہمانوں اور نومبائعین اور نومبائعات کے ایمان افروز تاثرات بیان فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مختلف ذرائع سے سوملین کے قریب لوگوں تک پیغام پہنچا۔ ایم ٹی اے افریقہ کے ذریعہ سے مختلف چینلز پہ میرے خطابات نشر ہوتے رہے اور پچاس سے زائد احباب نے جلسہ سالانہ کی نشریات دیکھنے کے بعد بیعت بھی کی۔ جلسہ سالانہ کی نشریات بائیس نیشنل اور ریجنل ٹی وی چینلز پر ہوئیں۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور نے مکرم عبدالکریم جمال اودے صاحب غزہ کا ذکر خیر فرمایا اور آپ کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے، جو گزشتہ دنوں اسرائیلی فوج کی فائرنگ سے شہید ہو گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جمعہ کے بعد حضور انور نے ان کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ ☆☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad